

ہر گزیری ماہ کی یکم تاریخ کو  
شائع ہوتا ہے

مجلس کونیز حزب الانصار بھیرہ و ادارہ عالیہ محمدیہ کا ترجمان

جسٹریٹ ایل نمبر ۲۶۵  
قیمت سالانہ  
دو روپے  
طلبہ سے دلیرانہ روپیہ

# شمس الاسلام



(باہتمام مولوی غلام حسین یادگار پریس ٹریڈنگ منسٹر ہراکیر کٹر جس سرگودھا میں چھپ کر دفتر شمس الاسلام بھیرہ بنجا کے شائع ہوا)

## علی جوہر کی از رانی

کاغذ کی ہولناک گرانی اور قارئین شمس الاسلام کی بے توجہی سے جبریہ کی حالت قابل رحم ہے اس خالص علمی اخلاقی تبلیغی جریہ کا بقا نہایت ضروری ہے اسلئے مالی خسارہ پورا کرنے کیلئے سالانہ مابین کے جس قدر رسائل دفتر میں پڑے ہیں سب کو ان تراں قیمت پر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جریہ ہذا سالہ سے جاری ہے تیرہ سال کے عرصہ میں اس نے بے بہا نادر مضامین شائع ہوئے اس لئے قارئین اس رعایت سے فائدہ حاصل کریں اور جس قدر اور جس سذ کے رسائل درکار ہوں ڈیڑھ آٹھ فی رسالہ کے حساب سے بذریعہ منی آرڈر رقم بھیج کر طلب کریں۔ علاوہ ازیں جو صاحب جریہ ہذا کا اجراء اسلامی مقاصد کیلئے ضروری سمجھتے ہوں اسکی توسیع اشاعت کی طرف توجہ کریں۔ اس کے سابقہ رسائل کو فروخت کرنے اور حزب الانصار کی مطبوعات سبق لسانی صورت میں کشف التلبیس، ہدایات القرآن، اقتباب الحنفیہ، تازیانہ نقشبندیہ، رکعات تراویح، حقیقت تشیع وغیرہ کی فروخت میں مدد دیں تاکہ مالی خسارہ کی کسی حد تک تلافی ہو سکے۔

## زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف

ماہ رجب اشعبان و رمضان میں ذی ثروت و صاحب نصاب اشخاص زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں ایسے اصحاب اس موقع پر حزب الانصار کے مدارس عربیہ کے طلبہ اور تبلیغی اداروں کو فراموش نہ فرمائیں اور رقوم اعانت بنام ناظم حزب الانصار بھیرہ روانہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔  
(میلنگز)



بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع شریعت الطریقیت  
قدوة السالکین زبدة العارفین مولانا  
محمد ذاکر صاحب بگوتی  
نور اللہ مرقدہ

مِنْ جَانِبِ

حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

بسمِ پرستی

حضرت رئیس المبلغین مولانا  
محمد نصیر الدین صاحب  
بگوتی رحمۃ اللہ علیہ جاری  
کیا گیا

اللہ کے دین کے مدگاروں کا گروہ

اغراض و مقاصد  
دار اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ، تبلیغ و اشاعت اسلام۔  
دار اصلاح روم بابتباع شریعت اسلامیہ۔ احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

طریقہ کار  
دار جریدہ شمس الاسلام کا اجراء دارالعلوم عزیزہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ  
اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے رسل مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی بیا  
کی جا رہی ہے۔ (۳) عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ۔ (۶)  
یتیم خانہ (۷) کتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم۔

## جریدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ جو صاحب حزب الانصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہانہ رقم عطا فرمائینگے وہ سرپرست مقرر ہونگے ایسے صحابہ اسلام کا جریدہ  
شمس الاسلام میں شائع ہونگے ایسے حضرات کی سفارش پر ۲۵ امان مساجد غریبا یا طلباء کے نام جریدہ بلا معاوضہ جاری کیا جائیگا  
پانچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب ماہوار رقم عطا فرمائینگے وہ معاونین میں شمار ہونگے اور ان کی سفارش پر  
۱۰ امان مساجد غریبا یا مفلس طلباء کے نام رسالہ جاری کیا جائیگا معاونین کے احوال بھی شکریہ کے ساتھ درج کئے جائینگے۔
- ۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ رکنیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ عام سالانہ چندہ عام مقرر ہے نمونہ کار پر چیتیں آنہ کے ٹکٹ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
- ۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورتوں میں خطی طریقہ پر  
کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام

منیجر سالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہیے

سرخ پینل کا نشان۔ یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پینل کا نشان لگایا جائیگا جنہیں بیاد اس پرچہ کی تہ  
ختم ہو چکی ہے ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں اگر خدا نخواستہ  
کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ  
ماہ کا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اسلامی و اخلاقی فرض ہوگا (غلام حسین منیجر شمس الاسلام)

# بادہ کھن

(از مولوی ظفر علی خاں صاحب جی تلے)

بھلایا ہے بندوں نے اپنے خدا کو  
یہ شکوہ ہے جان حزیں سے قصدا کو  
وہ ٹھکرا رہے ہیں بری التجا کو  
نہیں درد پر کوئی حق اس دوا کو  
وہ سرکار کافی ہے میری شفا کو  
اثر و روتا ہے ہماری دعا کو  
ہمیں دیکھنا چاہئے انتہا کو  
دکھائیں گے منہ جا کے کیا مضبوط کو  
منور کیا جس سے غامر حیرا کو  
کیا روشن اس نے تمام ایشیا کو  
جدانقش واللیل سے والضحیٰ کو

جہاں میں حکومت ہے طاغوتیوں کی  
نہ اپنے نہ اسلام کے کام آئی  
گرے گی کوئی دم میں غیرت کی بجلی  
میجا سے جس کا لکھاتا ہوں نسخہ  
مرے پارہ گرہیں جناب محمدؐ  
گداز اور رقت سے خالی ہوا دل  
عبث ناز کرتے ہیں ہم ابتدا پر  
عمل گر یہی ہیں تو ہم حشر کے دن  
وہ نور حقیقت رسول خداؐ نے  
چمکتا ہوا سارے مشرق میں پھیلا  
پھر اس نے کیا مغربی کشوروں میں

ضلالت کی شب ہائے غاستی کی ظلمت  
نہیں میٹ سکتی ہے اس انجیلا کو

# دم چاریار

(اثر حامد پروفیسر حکیم تاج الدین احمد صاحب تاج صدر ادارہ عالمیہ جدیدہ لاہور)

ہیں تاج رسالت کے جوہر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں کشور دیں کے حاصل فسر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
سرسبز و بہارا گئیں ہیں شجر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں باغ نبی کے میٹھے شکر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
تھے آپس میں یہ شیر و شکر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں روح و دماغ و قلب و جگر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں چرخ شریعت کے انتہا صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں شتری زہرہ و شمس و قمر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
محبوبہ کے ہیں منظور نظم صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
اسلام میں کامل تھے نہ اگر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں چرخ ولایت کے نیسہ صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
وہ وائے خدمت کرتے تھے بسیر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
شیر کیف اور سیب سیر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں اشرف و اکمل انضلی تھیں صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں انور و اقدس اور اطہر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
جو کر لے وظیفہ انعام و سحر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
دربار نبوت کے مہمہ صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں صاحب دل اور اہل نظر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ہیں عابد و زہ نیک سیر صدیق و عمر عثمان و علیؓ

ہیں درج نبوت کے گوہر صدیق و عمر عثمان و علیؓ  
ان پاک وجودوں کے دم سے قائم ہے نظام ہر دو جہاں  
ماں جن پر اثر انداز کبھی دیکھی نہ گئی دنیا میں خیراں  
ظاہر ہے ان سے کمال نبی کیوں ان میں نکالیں تھیں شقی  
کذاب ہے وہ ملعون ہے وہ جو قائل بغض و عداوت ہے  
واللہ انہیں کے ربط سے ہے اسلام کا یہ مضبوط جھنڈ  
ہاں منزل پر وہ پہنچے گا جو ان کی دنیا میں چسپتا ہے  
ورجاء و مراتب میں بیشک ہاں ہر اک نوری پیکر ہے  
اللہ بھی ان سے راضی ہے اور یہ بھی خدا سے راضی تھے  
پھر اور کوئی مسلم ہی نہیں مومن بھی نہیں دیندار نہیں  
ہر ایک طریقت والے نے فیض ان کے نور سے پایا ہے  
جو روم و بزم سے لیتے تھے سناہن خراج حکومت کا  
میدان جہاد میں جرأت سے اسلام کی خاطر رہتے تھے  
ترتیب خلافت کہتی ہے سبقت میں فضیلت ہے یہاں  
مردود ہے وہ مقصوب ہے وہ حمران پر عیب لگاتا ہے  
آسکتا نہیں شیطان لعین پاس ایسے مروجہ ہد کے  
کہدیکھے بید میں منک سے سب دنیا ان کو ماننی ہے  
ہے ارفع و اعلیٰ شان ان کی ہے ظاہر و باطن پاک انکا  
توراة و زبور انجیل میں اور قرآن میں لکھی ہے انکی صفت

اسے تاج یہ عشق کے جذبے میں فرمان رسالت سنتے ہی  
لاتے تھے بجائے و خوف و خطر صدیق و عمر عثمان و علیؓ



## تذکرۃ الصالحین

# امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

## آپ کا کمال تورع و جذبہ حق پرستی

(از مولانا امجد علی محمد ندوی صاحب بحثی)

امام ابوحنیفہؒ نے جن صفات عالیہ کی بدولت تمام ائمہ مجتہدین کی صف میں امام اعظم کا لقب پایا۔ ان میں سے ایک کمال تورع و جذبہ حق پرستی بھی ہے۔ جو اس بزرگ ترین مجتہد کی خصوصیات کا جزو اعظم ہے۔ آج ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس وصف میں کم از کم مجتہدین و محدثین میں کوئی دوسری بڑی سے بڑی ہستی حضرت الامام سے گوئے سبقت نہیں لے جاسکی۔

امام کی زندگی کے آخری ایام کا واقعہ ہے کہ ۱۲۵ھ میں جن دنوں بنی امیہ کی حکومت رو بہ زوال تھی۔ اور ابو مسلم خراسانی کی سازشوں نے مروانی اقتدار کی بڑھاپی کو ذکا گورنر بن ہبیرہ اموی تھا۔ ابن ہبیرہ نہایت مدبر اور دلیر اور خاندانی امیر تھا۔ اس نے حکومت مروانی کے نظام کو غور سے دیکھا۔ تو اس کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ اس کل میں اور سب کچھ ہے۔ لیکن مذہبی پرست نہیں ہیں۔ اور یہی کمی باعث زوال ہے۔ اس بنا پر اس نے چاہا کہ ایوان حکومت مذہبی ستونوں پر قائم کیا جائے۔ عراق کے تمام علماء و فقہاء کو بڑے بڑے عہدوں پر نامزد کر دیا۔ جن میں قاضی ابن ابی لیسٰی بن شبرمہ اور داؤد بن ہند بھی شامل تھے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے ان کے کمال تفقہ کی بنا پر مقصد تھا کہ قبول فرمانے کی خواہش کی گئی۔ مگر انہوں نے سرکاری

ملازمت کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اب ایک طرف جذبہ حق پرستی اور استقامت و ثابت قدمی تھی اور دوسری طرف توقع حیاہ و مال اور خوف حکومت۔ مگر کہ سنگین تھا اور معاملہ سخت نازک اور ایک رفیع الشان ہستی کو ذلیل کرنے اور اس کے امن و آسائش کو دکھ اور عذاب میں بدل دینے کے لئے حاکم جابر کا ایک اشارہ چشم کافی تھا۔ مگر ان تمام امکانات کے باوجود اس کو ہتھکڑیاں نہیں کوئی تزلزل نہ آیا۔ ابن ہبیرہ نے قسم کھا کر کہا کہ جبراً آپ کو یہ عہدہ منظور کرنا ہوگا۔ مگر امام نے صاف کہہ دیا کہ میں ہرگز ہرگز اسکو منظور نہ کروں گا۔ خواہ دنیا کی ساری طاقتیں مجھے اس پر مجبور کرنے کے لئے متفق ہو جائیں۔ امام کو بہت سے معاصر فقہاء و امرائے سمجھایا۔ کہ مصلحتاً ہی حاکم کا کہنا مان لینا چاہئے۔ معاملہ کو نازک تر نہ بنائیے۔ امام نے ان کے جواب میں فرمایا :-

”اگر ابن ہبیرہ کہے کہ میں اس کے حکم سے مسجد کے دروازے گن دوں تو مجھ کو یہ بھی گوارا نہیں چھ جائیکہ وہ کسی سہمان کے قتل کا فرمان لکھے اور میں اس پر ہر کہوں“

حاکم نے غصہ میں آکر حکم دیا۔ کہ ہر روز ان کے دس تازیانے لگائے جائیں۔ اور اس سزا کی کوئی میعاد معین

کی جہاد و منزلت اور دولت و حکومت کو ہر گاہ کے برابر نہ سمجھا۔

افتد غزال دولت اگر در کند ما

از ہمت بلند رہے کنیم ما

منصور نے ان عذروں کو نہ مانا اور قسم کھا کر کہا

تم کو یہ منصب قبول کرنا ہوگا۔ امام صاحب نے بھی قسم

کھائی کہ ہرگز قبول نہ کر دیں گا۔ اس جرات و بیباکی

پر تمام دربار حیرت زدہ تھا۔ ربیع نے غصے میں آ کر کہا۔

ابو حنیفہ تم امیر المومنین کے مقابلہ میں قسم کھاتے ہو۔

امام صاحب نے فرمایا ہاں کیونکہ امیر المومنین کو قسم کا

کفارہ ادا کرنا میری نسبت آسان ہے۔ آخر دربار

خلافت سے حکم صادر ہوا۔ کہ قید کر دیے جائیں امام قید خانہ

کی چار دیواری میں محبوس ہو گئے۔ قید کی حالت نے

ان کے اثر اور قبول کو بجائے کلم کرنے کے اور زیادہ

کر دیا۔ طالبان کمال کی آمد و رفت کا سلسلہ قید خانہ

میں برابر جاری رہا۔ امام محمد نے جو فقہ حنفی کے دست

و بازو ہیں قید خانے میں ان سے تعلیم پائی۔ منصور نے

اپنے انتقام کی آخری تدبیر یہ کی کہ بے خبری میں ان کو

زہر دلوادیا۔ جب امام کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ

کیا۔ اور اسی حالت میں قضا کی۔ امام کی وفات کی خبر

نہایت جلد تمام شہر میں پھیل گئی۔ اور سارا بغداد امنڈ

آیا۔ نماز جنازہ پر لوگوں کی یہ کثرت تھی کہ پہلی نماز کم

و بیش پچاس ہزار کے مجمع نے پڑھی۔ اسی طرح چھ بار

نماز پڑھائی گئی۔ اور عصر کے قریب لاش دفن ہوئی۔

دفن کے بعد بیس روز تک لوگ ان کی قبر پر نماز جنازہ

پڑھتے رہے۔ قبول عام کی اس سے زیادہ اور کب

دلیل ہوگی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ خلق قرآن

کے فتنے میں جو جذبہ حق پرستی و ثابت قدمی کا نمونہ دکھایا

نہ تھی جس سے مقصد یہ تھا کہ امام روز بروز کے عذاب

اور بر ملا ذلت سے گھبرا کر اپنی ضد سے باز آئیں۔ روزانہ

اس ظالمانہ حکم کی تعمیل ہوتی تھی۔ اور پوری بے دردی

و سنگدلی سے ہوتی تھی۔ مگر وہ پیکر صبر اور وہ کوہ استقامت

نوشی خوشی راہ حق میں اس ذلت و عذاب کو برداشت

کرتا تھا۔ اور آٹ نہ کرتا تھا۔ ظلم و صبر کا یہ مقابلہ چند ہی

روز تک ہونے پایا تھا۔ کہ آخر ظالم نے ہار مان لی۔ اور

امام محمود کو چھوڑ دیا۔

جس امام نے اللہ دین میں خصوصیت کے ساتھ اعظم

کا لقب پایا۔ اس کی عظمت کچھ ایسی سرسری نہ تھی۔ کہ اس

کے ثبوت کے لئے بلاء و مصیبت کا صرف ایک امتحان

کافی ہوتا۔ چنانچہ چند سال بعد امام کو ایک اور اس سے

بھی سنگین تر امتحان دینا پڑا۔ ۱۲۶ھ میں منصور خلیفہ

عباسی کا فرمان پہنچا۔ کہ امام ابو حنیفہ پایہ تخت بغداد میں

حاضر ہوں۔ جب امام صاحب دربار میں پہنچے تو ربیع نے

کہ حاجت کا عہدہ رکھتا تھا ان لفظوں کے ساتھ ان کو

خلیفہ کے پیشکش کیا۔ یہ دنیا میں آج سب سے بڑا عام

ہے، منصور نے معمولی گفتگو کے بعد ان کے لئے

قضا کا عہدہ تجویز کیا۔ امام صاحب نے صاف انکار کر دیا

اور کہا کہ میں اس کی قابلیت نہیں رکھتا۔ منصور نے غصہ

میں آ کر کہا تم جھوٹے ہو۔ امام صاحب نے کہا کہ اگر میں

جھوٹا ہوں تو پھر میرا منصب قضا کے قابل نہ ہونے کا

دعویٰ ضرور سچا ہے۔ کیونکہ جھوٹا شخص قاضی مقرر

نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد امام صاحب نے قبول قضا

سے اپنی یہ معذوری ظاہر کی۔ کہ مجھ کو اپنی طبیعت پر

اطمینان نہیں۔ علاوہ ازیں درباریوں کی تعظیم کرنی

پڑے گی۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اللہ اکبر تعلق باللہ

کو استوار و خوشگوار رکھنے کا مقصد امام کی نظر

میں کس قدر شاندار تھا۔ اس کے مقابلہ میں دربار بغداد

تھا۔ اور اس کے مقابلے میں حکومت وقت کی طرف سے ہر قسم کا عتاب و عذاب گوارا کیا۔ یہ واقعہ ہر چند حق پرستی و حق گوئی کی تاریخ میں ایک شاندار حثیت رکھتا ہے۔ مگر غور کرو تو امام اعظم کا واقعہ اس سے کہیں زیادہ اہم اور سبق آموز ہے۔ امام احمد کا کلمہ کفر سے انکار بمنزلہ فرض تھا۔ اور امام اعظم کا منصب قضا سے انکار کرنا بدعہ استہباب۔ ان کو ایک فرض کے ادا کرنے میں مصائب برداشت کرنے پڑے۔ اور انہوں نے صرف ایک مقرب کام کے لئے قربانی دی۔ امام احمد قربانی نہ دیتے تو ایمان و اسلام میں خطرہ پڑتا۔ اگر امام اعظم قربانی نہ دیتے تو انکا صرف احتیاط مقصد فوت ہوتا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اسلام کو خطرہ میں پڑنے دنیا کہاں تک روا ہو سکتا ہے۔ اور احتیاط کے مقصد کا حصول کہاں تک واجب ہے۔ امام احمد کا ابتلا صرف ایذاے بدن تک محدود تھا۔ مگر امام اعظم کی مصیبت تکلیف بدن سے گذر کر اتلاف جان و قطع رشتہ حیات تک جا پہنچی۔ امام احمد کے پائے ثبات سے صرف ایک طاقت مزاحم تھی۔ یعنی عتاب شاہی مگر امام اعظم کی استقامت کا مقابلہ ادھر عتاب شاہی سے تھا۔ تو دوسری طرف جاہ و دولت کی ترغیبات بھی ان کے پائے ثبات سے زور آزمائیں امام احمد کے مصائب کی مدت چند ہفتہ ہے امام اعظم کا ابتلا کئی سال تک رہا۔ امام احمد نے اس نوعیت کا امتحان صرف ایک مرتبہ دیا۔ مگر امام اعظم دومرتبہ اس سخت آزمائش سے گذرے حتیٰ کہ جان دیدی۔ پھر یہ جو ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک خاص جماعت کی مجالس کی صفوں اور رسائل کے صفحوں میں امام احمد بن حنبلؒ کے اس ایشار و قربانی کے گیت تو گونا گوں سروں میں گائے جاتے ہیں مگر امام اعظمؒ کی اس بڑی سے بڑی قربانی کا نام بھی ان کی زبان پر نہیں آتا۔ تو اس کی وجہ کیا ہے؟ دہی خاصان حق سے بیر رکھنے کا جذبہ اور امام اعظمؒ کی غفلت پر حاسدانہ بے بسی۔ جو ان بے انصاف لوگوں کا خاص وسیلہ ہے؟

تھا۔ اور اس کے مقابلے میں حکومت وقت کی طرف سے ہر قسم کا عتاب و عذاب گوارا کیا۔ یہ واقعہ ہر چند حق پرستی و حق گوئی کی تاریخ میں ایک شاندار حثیت رکھتا ہے۔ مگر غور کرو تو امام اعظم کا واقعہ اس سے کہیں زیادہ اہم اور سبق آموز ہے۔ امام احمد کا کلمہ کفر سے انکار بمنزلہ فرض تھا۔ اور امام اعظم کا منصب قضا سے انکار کرنا بدعہ استہباب۔ ان کو ایک فرض کے ادا کرنے میں مصائب برداشت کرنے پڑے۔ اور انہوں نے صرف ایک مقرب کام کے لئے قربانی دی۔ امام احمد قربانی نہ دیتے تو ایمان و اسلام میں خطرہ پڑتا۔ اگر امام اعظم قربانی نہ دیتے تو انکا صرف احتیاط مقصد فوت ہوتا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اسلام کو خطرہ میں پڑنے دنیا کہاں تک روا ہو سکتا ہے۔ اور احتیاط کے مقصد کا حصول کہاں تک واجب ہے۔ امام احمد کا ابتلا صرف ایذاے بدن تک محدود تھا۔ مگر امام اعظم کی مصیبت تکلیف بدن سے گذر کر اتلاف جان و قطع رشتہ حیات تک جا پہنچی۔ امام احمد کے پائے ثبات

## تبلیغی کتابیں

### چودھویں صدی کے مدعیان نبوت

سارٹھے چھ سو صفحات کی کتاب میلہ کذاب سے لیکر مرزا قادیانی بلکہ غایت اللہ مشرقی تک جس قدر دجال اور مفسد گذرے ہیں ان میں سے اکثر کے حالات اور دعاوی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں حسن بن صباح اور درویش کے حالات بھی بالتفصیل درج ہیں قیمت غیر

مؤلفہ خواجہ عبدالحی صاحب پرنسپل  
خلفائے اربعہ - جامعہ ملیہ دہلی - اس کتاب میں چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سبق آموز سیرت و کش انداز میں بیان کی گئی ہے۔ بہت سے اسلامیہ ہائی سکولوں کی ہائی کلاسوں کے نصاب دینیات میں داخل ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلیٰ ہے قیمت ۹  
علاوہ محصول ڈاک۔

پیرزادہ ابوالضیاء بہاء الحق قاسمی - کٹرہ کمہاراں - گلوالی دروازہ ٹمر

# مرّوجہ تسلیم کے نتائج

چشمِ بینا سے ہے جسا ری جوئے خو  
علم حاضر سے ہے دین زار و بول  
(از جناب لوی محبوب لم صاب)

روحانی امراض میں مبتلا ہو کر ضائع نہیں ہوئی۔ وہ انسان کی اس تخلیق (اجتماع روح و بدن) کی قدرتی حکمت پر جو حکیم مطلق نے وضع کی ہے۔ غور کرنے سے اس ظاہری حقیقت کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انسان بوجہ روح کے دین اور بسبب بدن کے دنیا یعنی دین و دنیا دونوں کے حصول و اجتماع پر مامور ہے۔

جس قوم نے روحانیت یعنی اپنے خالق ربّ العلیین سے رابطہ عبودیت کو منقطع کر کے محض بدنیا یعنی دنیا ہی کو اپنا مقصد حیات سمجھ لیا۔ وہ قوم (حیوان بشکل انسان) ہے۔ جس کا انجام اس کے حق میں مضر ثابت ہوگا۔ مفکر اعلیٰ ڈاکٹر اقبال فرم گئے ہیں کہ لبائے شیشہ تہذیب حاضر ہے مئے لاس مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانہ رالّا

اب موضوع مضمون کو نیچے۔ تمام اعمال کے نتائج عامل کی نیت پر مرتب ہوتے ہیں۔ مرّوجہ تسلیم کے ہولناک نتائج پیدا ہونے کے اسباب کو کثیر التعداد ہیں۔ مگر حسب ذیل تین اسباب نہایت اہم معلوم ہوتے ہیں۔ جو اجمالاً زیر بحث لائے جاتے ہیں :-

۱۔ نیت حصول تعلیم۔

۲۔ نصاب تعلیم۔

۳۔ نظام تعلیم۔

مرّوجہ تسلیم کے نتائج و عواقب پر غور کرنے سے قبل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ (لفظ تعلیم) کی توجہ کر دی جائے۔ تعلیم کے معنی تعارف کرنا، جاننا، سیکھنا اور واقفیت حاصل کرنا ہے۔ یہاں معاملہ زیر بحث میں تعلیم یعنی علم سے مراد علم انسانی ہے۔ اور انسان (روح و بدن) کے اجتماع کا نام ہے۔ روح ایک نہایت ہی پاکیزہ جنس لطیف ہے۔ اور اس کا تعلق عالم ارواح سے ہے۔ اس کی دنیاوی حیات کا مقصد یہ ہے۔ کہ اپنے خالق اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی شناخت کرے۔ اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری بجالانے کے اصول و قواعد سیکھے۔ اس کا نام علم دین ہے۔ (علم ادیان)

بدن چونکہ ایک جنس کثیف مادہ ہے۔ لہذا اس کا تعلق عالم مادیات سے ہے۔ اس صورت میں اپنے بدن اور اس کے متعلقات ابدان اجسام اور مادیات جو تمام دنیاوی اشیا ہیں۔ ان کی تعلیم حاصل کرنے کا نام علم ابدان ہے۔ فی الحقیقت علم صرف یہی دہریہ ہیں باقی سب ان کی فروعات و متعلقات ہیں۔

یہ مسائل عامہ میں سے مسئلہ امر ہے۔ کہ اولین و لازمی ان ہر دو کا علم حاصل کرنا بنی نوع انسان پر ضروری ہے۔ ہر تسلیم الفطرت انسان جس کی فطرت صحیحہ



## (۱) نیت حصول تعلیم

یہ حقیقت ہے جس کے تسلیم کرنے میں کسی موافق یا مخالف کو انکار کی گنجائش نہیں۔ ننانوے فیصدی والدین غالباً سو فیصدی اپنے بچوں کو مروجہ تعلیم محض اس لئے دلاتے ہیں کہ وہ ملازمت حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں۔ تمام اچھے اور آزاد ذرائع معاش جنگلے اختیار کرنے سے انسان کا ضمیر و دماغ آزاد رہ کر حریت کی قدروقیمت جانتے ہیں۔ ان سے اپنی اولاد کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان آزاد وسائل ہمیشہ کے سبب سے انسان اپنے دین، مذہب اور قوم کی خدمت سرانجام دے سکتا ہے۔ اس نعمت غلطی کے طفیل جب تک غیرت، حریت اور شجاعت تروتازہ رہتے ہیں۔ جو دین کی ضروریات کے وقت عملی صورت اختیار کرتے ہیں۔ اکثر والدین جو اس تعلیم کے عواقب سے غیر متعارف ہوتے ہیں۔ اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے محروم رکھ کر اسے اس دامنِ تھوڑے کا شکار بنا دیتے ہیں۔

طاہر دانا نئی گرد و اسیر

گرچہ باشد دامنِ از تارِ حریر

برعکس اس کے مشاہدات و تجربات مشاہد ہیں۔

کہ ملازمین حضرات مذکورہ الصفات عالیہ جو آزاد ذرائع معاش کے اختیار کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ کھو بیٹھتے ہیں۔ والدین کی نیت چونکہ سراسر یہی ہوتی ہے۔ کہ اولاد کو سرکاری ملازم ہی بنانا ہے اس لئے بچوں کو دینی تعلیم دلانے یا آزاد ذرائع معاش تجارت، طب اور صنعت و حرفت وغیرہ علوم و فنون کے سکھانے کا نہ ہی خیال ہوتا ہے۔ اور نہ ہی انتظام کرتے ہیں۔ اپنی اولاد کو ملازم بنانے کی خاطر سینکڑوں بلکہ ہزاروں روپے مروجہ تعلیم کی تحصیل پر صرف کر دیئے

جاتے ہیں۔ اور اس اثناء میں انہیں مذہبی و اخلاقی تعلیمات کے حصول سے باز رکھا جاتا ہے۔ آخر ایسے مظلوم طلباء بے چارے مروجہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد خود ہی کمالِ ندامت علماء دین کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت حسرت کے ساتھ اپنے مذہب سے تعارف حاصل کرتے ہیں۔ اور اب تو ابوابِ ملازمت تقریباً بند ہو جانے کی وجہ سے والدین کو اپنی اصولی غلطیوں کا احساس ہو رہا ہے۔ گو ذہنی غلامی کی وجہ سے ابھی اس رد میں بہتے چلے جا رہے ہیں۔

تم نے جن آقاؤں کا ان کو بنایا تھا غلام  
اب وہ آقا بھی نہیں لیتے غلاموں کا سلام  
اقبال

## (۲) نصاب تعلیم

یہ ایک ایسا راز یا گرہ ہے۔ کہ جسے اقوام کے بہترین حضرات ہی خوب سمجھتے ہیں۔ کہ ابتدائی عمر میں سادہ لوح بچوں کے دماغوں میں جو خیالات نقش ہو جاتے ہیں وہ اس قدر مستحکم ہوتے ہیں۔ کہ ان کا دور کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے۔ بلکہ ان میں تغیر و تبدل کرنا بھی محال ہو جاتا ہے۔ مروجہ تعلیم کی نسبت غمخوار قوم ڈاکٹر اقبال مرحوم فرما گئے ہیں۔

سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہت  
کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر  
تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو  
ہو جائے ملام تو جدھر چاہے اسے پھیر  
تاثر میں اکیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب  
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر  
وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں  
جس علم کا حاصل ہو جہاں میں دو کلف جو

(۵) ہر اپنی مذہبی، قومی، ملکی اور وطنی شے سے نفرت  
و بعد اور اقوامِ فرنگ کی اشیاء کی طرف میلان طبع و انس  
جناب مرزا عزیز صاحب اس کی طرف اشارہ کر کے فرماتے  
ہیں سے

رشتہ اپنے مذہب و تہذیب سے توڑیں اگر  
ہوتی ہے دشمن زمین بھی چرخ نیلی قائم بھی فیضانی  
(۶) حریت اور شجاعت کی جگہ آرام طلبی و تعیش  
اور تسو انیت سے

ترے صوفے افرنگی ترے قالین ایرانی  
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی اقبال  
(۷) مروجہ تعلیم تمدنِ فرنگ کا موضوع یعنی  
سانچہ ہے سے

ترا وجود سراپا تجلیءِ افرنگ  
کہ تو دماغ کے عمارت گروں کی ہے تعمیر اقبال  
(۸) مروجہ تعلیم کے اثر سے طلباء کی ذہنیت غلام ہو  
جاتی ہے۔ اور ذہنی غلامی جملہ اقسام کی غلامیوں سے  
بدترین غلامی ہے سے

آہ! مکتب کا جوان گرم خوں  
ساجر افرنگ کا صبرِ زبول اقبال  
(۹) ذہنیت غلام ہو جانے کی وجہ سے غیر اقوام کی  
غلامی کو پسند کرنا سے

مکتب از تدبیر او گرد و نظام  
تا بکام خواہ اندیشد غلام  
گفت دیں را رونق از محکومی است

زندگانی از خودی محرومی است اقبال  
(۱۰) مدارس میں آرام و راحت کی خسروانہ زندگی بسر  
کرنے کے سبب محنت و مشقت سے جی چرانا۔ اور ذریعہ  
معاش محض ملازمت ہی سمجھ لینا۔ لہذا بیکاری و احتیاج  
اور بے ہنرمی و قلاشی کا عام ہونا سے

## ۱۳) نظامِ تعلیم

کافی غور و خوض کرنے کے بعد یہ اصول معلوم ہوا ہے  
جو تمام اسباب و علل کی جڑ ہے۔ کہ سادہ لوح نو عمر بچوں  
کی تعلیم کا انتظام کسی ایسی قوم کے ہاتھ میں دے دینا  
جو مذہب سے بالکل بیگانہ اور الحاد و دہریت کی علمبردار  
ہو۔ اور اخلاقی کمالات سے محروم ہو کر اخلاقی جرائم کو  
حلال سمجھتی ہو۔ اور جس کے نزدیک جائز و ناجائز کوئی چیز  
نہ ہو۔ اپنی اولاد کے حق میں قتل معصومی کے مترادف

ہے جو جرمِ عظیم و موجب عذاب الیم ہے سے  
اور یہ اہل کلیسا کا نظامِ تعلیم  
ایک سازش ہے فقط دینِ مروت کی خلاف

## مروجہ تعلیم کے نتائج

۱) اپنے دینی، مذہبی تعلیم سے محروم جاہل رہنا۔ لہذا  
الحاد و دہریت اور خیالاتِ باطلہ کا پیدا ہونا سے  
مکتب از وے جذبہ دیں در ربود  
از وجودش ایں قدر دائم کہ بود اقبال  
۲) جذباتِ غیرت و حمیت کا نیم مرده یا مرده ہو جانا  
۳) غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں  
پہناتی ہے درویش کو تاجے سردار اقبال  
۴) فطرتِ سلیمہ کا کمزور یا زائل ہو جانا۔ لہذا نیکی  
و بدی میں امتیاز نہ کر سنا سے

آہ! قوسِ دل ز حق پر داختمہ  
مرد و مرگِ خویش را نشناختمہ اقبال  
(۱۱) بزرگانِ دین، والدین اور اساتذہ کا ادب  
و احترام نہ کرنا سے

ایں مسلمان زادہ روشن دماغ  
ظلمتِ آباد ضمیرش بے چراغ اقبال

دردِ لاشاں آرزو یا بے ثبات  
مردہ زانید از بطونِ اقہات اقبال  
یوں قتل پہ بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا  
اے کاش کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی اکبر  
۱۱) دینی مدارس و مکاتب کی غیر آبادی اور مذہبی  
تعلیم کا تنزل ہے

چشمِ بینا سے ہے جاری جوئے نغوں  
علمِ حاضر سے ہے دیں زارِ ذبوں  
اے مسلماناں فغاں از فتنہ ہائے علم و فن  
اہرمن اندر جہاں ارزاں ویزواں دیریاں اقبال  
۱۲) ذہنی غلامی کی وجہ سے اغیار کی غلامی  
و محکومی کا عدم احساس بلکہ اشتیاق ہے

ایں غلام ابنِ غلام ابنِ غلام  
حریت اندیشہ اورا حرام  
ناں خرید ایں فاقہ کش باجانِ پاک  
داو مارا نالہ ہائے سوزِ ناک  
من آں علم و فراست با پر کا ہے نمی گرم  
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را اقبال  
۱۳) مذہبی تعلیم سے بیگانگی اور ملحدین کی ذہنی غلامی  
کی وجہ سے اخلاقی جرائم کا دلیرانہ ارتکاب۔ اور ارتکاب  
جرم کے بعد عدم مذمت ہے

مکتب دیں ازوے جذبہ دیں در ربود

از وجودش ایں قدر دامن نہ بود اقبال  
۱۴) شکل و صورت و لباس اور تمام امور تمدن  
و معاشرت میں اقوامِ فرنگ کی تقلید کرتے ہوئے  
خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ عالی کا  
مصدق ہو جانا " مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ "  
(ترجمہ) جس سے کسی قوم کا تشبہ اختیار کیا وہ اسی قوم  
میں سے ہے

وضع میں تم ہو نصارے تو تمدن میں ہنود  
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرما ئیں یہود اقبال  
۱۵) ظاہری شکل و صورت کے علاوہ دل کا تبدیل  
ہو جانا یہ سب سے بڑی ہلاکت ہے۔ (مصرع ثانیہ)  
دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے اکبر  
۱۶) فسونِ فرنگ سے مسحور ہونے کی وجہ سے مذہب  
سے بغاوت اور الحاد کی حمایت ہے

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغتِ تعلیم  
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ اقبال  
اس سلسلہ میں چند ایک مدبرینِ فرنگ (وزراء  
سلطنت) کی رموزِ ملوکانہ جو نہایت معتبر و مستند ذریعہ  
سے حاصل ہوئی ہیں۔ اور ایل بصیرت کے لئے درسِ عبرت  
ہیں۔ مرقوم الذیل ہیں :-

" کوئی بھی ہندوستانی ذہانت اور زیر کی پرشبہ  
نہیں کر سکتا۔ مگر ہجرت ہے کہ مغربی طریقِ تعلیم نے اسے  
کس طرح اپنا شکار کر لیا ہے۔ اور ہندوستان کی روایتی  
ذہانت کی مشعلِ قوت بالکل افسردہ ہو کر رہ گئی ہے "  
(میرس)

" جب کوئی ملک یا قوم کسی زبردست طاقت سے  
مفتوح ہو جاتی ہے۔ تو یقین کر لینا چاہیے، حکمرانِ طاقت  
سب سے پہلا کام یہی کرے گی۔ کہ مفتوح قوم کی تعلیم  
تباہ کر ڈالے گی۔ یا سختی کے ساتھ اسے اپنے ہاتھ میں  
لے لیگی۔ تاکہ اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ کیونکہ یہ مسلم  
ہے کہ علم اور غلامی پہلو بہ پہلو نہیں رہ سکتے " (اے سمیٹی)  
" ۱۹۳۳ء میں تعیناتی کمیٹی کے ایک ڈائرکٹر نے  
کہا تھا۔ ہم نے امریکہ محض اپنی حماقت سے اس لئے کھو  
دیا۔ کہ وہاں اسکول اور کالج قائم کرنے کی اجازت  
دیدہ می تھی۔ اب ہمیں ہندوستان میں اس حماقت  
کا اعادہ نہیں کرنا چاہئے۔ " (ایجوکیشن کمیٹی ۱۹۳۳ء)



کی بھلائی ہماری ہی سرپرستی میں ہو سکتی ہے قدرتِ  
طور پر ہم سے وابستہ رہے گا۔

”زمین کی فتح کے بعد ہندوستان کا دماغ بھی فتح کر لیا گیا۔“ (سنٹر)

# حق کی گرج

موضع محمد علیؑ الہیں حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی امیر حزب الانصا کی معرکہ الآلہ القریہ

(مرتبہ مولانا سید سلیم الدین صاحب کا خلیص مفتی دارالعلوم عزیزیہ و رکن اراکین لایف الرجبہ الحرام الانصا بھیر)

(۲)

یہ بھی ہے۔ کہ بیعت کرنے کے بعد آپ ان سے اجنبیوں کی طرح علیحدہ نہ رہے بلکہ تینوں خلفاء کرام کے زمانہ خلافت میں مسجد جاتے اور ہمیشہ

خلفاء ثلاثہ کے پیچھے نمازیں

پڑھیں۔ ان کو دین میں بھی مقتدا سمجھا۔ اور خود ان کے مقتدی بنے۔ میں اس کے لئے آپ کو اہل سنت کی کتابوں کے حوالہ پیش نہیں کرتا۔ ورنہ تاریخ و سیر کی کتابوں سے بہت کچھ بیان کرنے کی گنجائش ہے اور ان کے باہمی حسن معاملات اور محبت و مودت کی سینکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر اس موقع پر میں صرف شیعوں کی مستند کتاب غزوات حیدری کا ایک حوالہ پیش کر کے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ مسنی غزوات حیدری ص ۶۲ میں لکھا ہے :-

اور جماعت اہل دین نے عقب ان کے (حضرت صدیق کے کاتب) صف باندھی۔ چنانچہ اس صف میں شاہ لافقا بھی تھے۔

معلوم ہوا کہ وہ ”شاہ لافقا“ صف میں کھڑے ہو کر ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ اور پھر صرٹ یہی نہیں بلکہ جب سے حضرات خلفاء ثلاثہ رضی کارو بار خلافت سنبھالا

انہوں نے اسی کو حق سمجھا اور خوب سوچ سمجھ کر بطیب خاطر خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو تسلیم کیا۔ شیعوں کا کہنا ہے کہ بیعت اگر چہ ہوئی ہے۔ لیکن مجبوری سے ہوئی ہے۔ حضرت علیؑ پر زور ڈال کر آمادہ کیا گیا۔ چنانچہ شیعوں ہی کی کتاب غزوات حیدری ص ۶۲ کو ملاحظہ کیجئے۔ لکھا ہے :-

پس اس طرح اس امام خطا پوش و عطا پاش سے یہ ستمہائے فاش بیعت لی اور بدعتہائے عظیم سے نام اپنے خلافت کی۔

ماضین! بیعت حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دونوں فرقوں کے عقیدے آپ نے سن لئے۔ اب آپ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کی جلالت شان، بہادری حق پرستی کو دیکھ کر فیصلہ کریں کہ کیا آپ کسی کے ڈر سے مجبور ہو کر بیعت کر سکتے تھے۔ ہمارا تو اپنا ایمان یہ ہے کہ حضرت شیر خدا ہر ایسے جبر و اکراہ کے واقع ہونے کی کہانی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ ان کی شان میں ایک بدترین گستاخی ہے۔ ان کی توہین ہے۔ شیعہ اس کے مرتکب ہوں تو ہوں ہم اہل سنت والجماعہ کبھی ایسے غلط عقیدوں کو اپنے دل جگہ نہیں دے سکتے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ یہ حقیقت ہے کہ آپ نے بیعت کی اور بطیب خاطر کی۔ اور اس کی ایک دلیل

## مشیر وزیر

حضرت علیؓ برابر ان کے مشیر وزیر رہے۔ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد ہونے والے غزوات، روم و ایران کی فتوحات میں شیر خدا اپنی بہادری اور شوق جہاد کے باوجود صرف اس لئے شریک نہ ہوئے کہ مدینہ منورہ میں بطور ایک مشیر اور وزیر کے موجود رہنا اور مہمات امور اور حوادث دینیہ و دنیویہ میں خلفاء کو مفید مشورے دینا نہایت ضروری تھا۔ اور اس لئے آپ دار الخلافہ ہی میں رہتے۔ اور اپنے زمانہ خلافت تک باہر قدم نہیں رکھا۔ ہماری اہل سنت کی کتابوں میں اس قسم کی مثالیں بہت موجود ہیں۔ جہاں حضرت سیدنا علیؓ کرم اللہ وجہہ نے خلفاء کو مشورے دیئے۔ اور انہوں نے نہایت خوشی سے قبول کیے ان کا شکریہ ادا کیا۔ میں اس جلسہ میں صرف شیعوں کی کتابوں سے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور دوسرے دعاوی کی طرح اس دعویٰ کی تائید میں بھی ہمارے پاس ان کی مدہی کتابوں سے کافی سامان مل سکتا ہے چنانچہ بیچ البلاغۃ سید شریف رضی کی ایک مشہور عالم کتاب ہے جس میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے خطبات و مقالات اور خطوط جمع کئے گئے ہیں۔ اسی بیچ البلاغۃ میں سے ملاحظہ کیجئے :-

غزوہ روم میں قیصر لاکھوں آدمی لے کر میدان میں آیا۔ نصاریٰ پوری طاقت و قوت کے ساتھ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے میدان میں نکلے تھے۔ سخت نازک گھڑی تھی۔ فاروق اعظمؓ نے نزاکت و وقت کا احساں کر کے یہ فیصلہ کیا کہ خود جا کر مسلمانوں کی فوج کی سرکردگی کریں اور بنفس نفیس شریک جہاد ہو کر کفار سے لڑیں مگر اس اہم معاملہ میں اہل الرائی حضرات سے مشورہ لینا بھی ضروری تھا۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ

جیسا مخلص، صائب الرائے اور خیر خواہ خلافت اور کون ہو سکتا تھا اس لئے حضرت فاروقؓ نے ان سے بھی اس بارے میں مشورہ طلب کیا۔ تو حضرت علیؓ نے ان کو جو مشورہ دیا۔ جو زیریں الفاظ زبان مبارک سے نکالے یا یوں کہئے کہ شیعوں کے سروں پر خاک ڈالی وہ آپ اسی بیچ البلاغۃ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۷۳ پر ملاحظہ کیجئے۔ لکھتا ہے :-

وقد توکل الله لاهل هذا الدين باعزاز الحوزة وسترا العورة - والذى نصرهم وهم قليل لا ينتصرون ومنعهم وهم قليل لا يمتنعون حرك لا يموت - انك معي لتسرا الى هذا العدو وبفسك قلقهم فتنبك لا تكن للمسلمين كائفة دون اقصى بلادهم - ليس بعدك مرجع يرجعون اليه فابعث اليهم رجلاً مهاجراً - واحفظهم اهل البلاغ والنصيحة فان اظهر الله فذاك ما تحب - وان نكث الاخرى كنت رداء للناس ومثابرة للمسلمين -

اللہ تعالیٰ نے اسی دین کے دینداروں کے لئے دین کی حفاظت کی ذمہ داری اور پردہ پوشی کی ذمہ داری خود لے لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امداد اس وقت کی جبکہ وہ بہت ہتھوڑے اور دشمن کے مقابلہ کے قابل نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس وقت دشمن کے ظلم سے محفوظ رکھا جبکہ وہ تھوڑے تھے۔ اور خود ظلم سے اپنے آپ کو بچانہ سکتے تھے اللہ تعالیٰ زندہ ہے فوت نہیں ہوتا۔ اگر آپ خود دشمن کے مقابلہ کے لئے ان کے پاس روانہ ہو جائیں اور ان سے مقابلہ ہوا اور (خدا نخواستہ) آپ کو کوئی گزند پہنچا۔ تو پھر تو مسلمانوں کے لئے ان دُور



مکرمی کی اطلاع آنے پر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے خود تشریف لے جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا۔ دیکھ لیجئے

ہجج البلاغۃ ص ۲۸۳

ان هذا الامر لم يكن نصره ولاخذ لا نه بكثره ولا قلة وهو دين الله الذي اظهره وجنده الذي اعداه وامداه حتى بلغ ما بلغ وطلع حيثما طلع ونحن على موعود من الله - والله منجز وعده وناصر جنده ومكان القيمه بالامر مكان النظام من الحزم يجمعه ويضمه فاذا انقطع النظام تفرق الحزم وذهب شمل المجتمع مجذافهم ابداء والعرب اليوم وان كانوا قليلا فهم كثيرون بالاسلام عزيزون بالاجتماع فكن قطبا واستدرا الرحم بالعرب واصلهم وذك نارا الحرب فانك انت شخصت من هذه الارض انتقضت عليك العرب من اطرافها واقطارها حتى يكون ما تدع من

اسلام کا غالب و منصور ہونا نہ ہونا کثرت و قلت پر موقوف نہیں رہا۔ یہ اس اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس نے اس کو غلبہ دیا۔ اور اللہ کا لشکر ہے جس نے اس کو تیار کیا اور امداد دی۔ یہاں تک کہ جہاں تک اس کو پہنچا تھا وہ دین پہنچا۔ اور جس حد تک بلند ہوتا تھا بلند ہوا۔ اور ہم سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرتا اور اپنے لشکروں کو امداد دیتا کرتا ہے۔ خلیفہ اسلام کی مثال ایسی ہے جیسے بیج کے دانوں کے لئے دھاگا ہوا کرتا ہے۔ وہی دھاگا ان سب کو خاص ترتیب سے جمع رکھتا ہے۔ جب وہ کہیں ٹوٹ جاتا ہے وہ سب دانے تتر بتر ہو جاتے ہیں۔ اور پھر وہ کبھی بھی مجتمع نہیں رہ سکتے۔ اور آج اگرچہ

ملکوں اور اجنبی علاقوں میں کوئی پناہ گاہ نہ ہوگی۔ اور تیرے بغیر ان کے لئے کوئی اور مرجع نہیں کہ اس کی طرف لوٹ جائیں۔ پس آپ ان کے مقابلہ میں کسی تجربہ کار شخص کو بھیجئے۔ نرم و گرم چشیدہ اور خیر خواہ لوگ اس کے ساتھ کیجئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا تو یہ وہی بات ہے جو آپ کو پسند اور مطلوب ہے۔ اور اگر دوسری بات (شکست) ہوگئی۔ تو پھر بھی آپ تو سارے لوگوں کے لئے ایک ناصر و مددگار اور تمام مسلمانوں کے لئے مثابہ (یعنی اکٹھے ہونے اور پناہ دینے کی جگہ) رہیں گے

حضرات! حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان الفاظ کو بار بار سنئے۔ اور غور کیجئے۔ کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کا کیا عقیدہ تھا۔ ان سے کدسی محبت تھی لیس بعد از مرجع (تیرے بغیر کوئی اور مرجع نہیں) کنت مرد الناس (آپ تمام لوگوں کے ناصر و معاون ہیں) مثابۃ للمسلمین (تمام مسلمان تیرے ہی پاس اکٹھے ہوتے ہیں) ہر خاص طور سے تو یہ کیجئے حضرت فاروق کے متعلق اپنی قلبی عقیدہ مندی کا اظہار کن جامع الفاظ میں فرما رہے ہیں۔ اس پر بھی اگر کوئی بد باطن اور غبیث الفطرت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق اور مثابۃ للمسلمین یقین نہ کرے۔ تو وہ یقیناً حضرت علی کا پیرو نہیں۔ ان کے طریقے پر کار بند نہیں۔ ان کا نام لیا نہیں۔ بلکہ وہ ابلیس لعین کی پیروی میں اپنا دین و دنیا برباد کر رہا ہے۔ اور دھوکہ دہی کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقدس اور پاکیزہ نام بے جا طور سے استعمال کر کے اپنی عاقبت اور بھی خراب کر رہا ہے۔

لیجئے ایک اور کلام سنئے۔ روم کی طرح ایک واقعہ ایران کے بارے میں بھی پیش آیا۔ وہاں بھی دشمن کی طاقت و قوت اور مسلمانوں کی ظاہری اور مادی

العورات اھل الیدک  
مما بین یدیک -

ان الاعاجمات

ینظروا الیک غدا یقولون

هذا اصل العرب فاذا

قطعتموه استرحم فیکون

ذلك اشد لکلمہ علیک

وطمھح فیک - فاما

ما ذکرک من مسیر القوم

الی قتال المسلمین فان

الله سبحانه اکرہ لمسیہم

منک وهو اقدر علی

تغیر ما یکرہ - واما

ما ذکرک من عد دھم

فانا لھنکن فقاتل فیما

مضی بالکثرة وانما کننا

نقاتل بالنصر والمعونۃ

اس حد تک پہنچے گی۔ کہ پھر یہاں کے رخنے اور فساد

آپ کی نظروں میں وہاں کے حالات سے زیادہ اہم

ہو جائیں گے۔

اگر کل میدان جنگ میں ایرانی آپ کو دیکھ لیں

تو وہ آپس میں کہیں گے۔ کہ یہ اصل العرب یعنی عربوں

کی جڑ ہے۔ اگر اس کو کاٹ دو گے تو پھر آرام کی زندگی

نصیب ہوگی۔ اور اس وجہ سے وہ تیرے متعلق شہید

کرنے کی خاص کوشش کریں گے۔ اور جو آپ نے یہ ذکر

کیا ہے۔ کہ وہ خاص اہتمام سے مسلمانوں کے مقابلہ

میں آئے ہیں تو اس کی کچھ پرواہ نہ کیجئے۔ اس لئے کہ

اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ مقابلہ کرنے لئے نکلنا آپ سے زیادہ

نا پسند ہے اور جو چیز اللہ کو نا پسند ہو اس کے

بدل دینے پر وہ خوب قادر ہے۔ اور آپ نے جو ان کی کثرت تعداد کا ذکر کیا ہے تو اس کی بھی فکر نہیں اس لئے گزشتہ زمانہ میں ہم کثرت تعداد کی وجہ سے نہیں لڑتے رہے بلکہ ہماری لڑائی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی امداد و اعانت کے بھروسہ پر رہی۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات ہیں۔ جو خود شیعوں ہی کی مستند کتاب سے پیش کئے گئے ہیں۔

ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

ہر ہر لفظ سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیسی عقیدت

پکڑتی ہے۔ دیکھئے حضرت مرتضیٰ فرماتے ہیں دین اللہ

الذی اظہر ان کے دین کو اللہ کا دین قرار دیا۔

ان کے لشکر کو جنہاں اللہ کا خطاب دیا اور حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ اور اسی وقت تک فاروق رضی اللہ عنہ کی فتوحات

اور اشاعت دینی کو اہل دین کا بلوغ اور خداوندی

دین کا طلوع کہا۔ حتیٰ بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع

آگے غور کیجئے فرماتے ہیں غن علی موعود من اللہ

ہم سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ وہ وعدہ کیا ہے

جس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ہے

اور اسی "ہم" میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی داخل

کر کے تسلی دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم غالب و منصور ہوں

گے۔ خود جانے کی تکلیف کی ضرورت نہیں۔ وہ وعدہ

یہ آیت خداوندی ہے :-

وعد الله الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات

لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین

من قبلھم ولیمکن لھم دینھما الذی ارتضی

لھم ولیبذلنھم من بعد خوفھما امنا۔

الایۃ۔ پس جب وہ اس موقع پر اسی آیت وعدہ

کا حوالہ دے رہے ہیں۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے

کہ ان کے ہاں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مومن کامل،

عامل اعمال صالحہ اور خلیفہ برحق تھے۔ اور انہی اوصاف کی بناء پر ان کا استخلاف اور ان کے دین کی تمکین ضروری تھی۔ اور اسی بنا پر گویا ان کو فتح مندی کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ اب بتلانیے کون بد سجت اس تصریح کے بعد ان حضرات کو مورد الزام ٹھرانے کی جرأت کر سکے گا۔ اور اگر کوئی اس گناہ عظیم کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو وہ یقیناً علی مرتضیٰ رضہ کا پیرو اور ان کا منج نہیں۔ آنکھوں سے تعصب و عناد کی پٹی کھول کر دیکھنا چاہئے کہ اس کلام میں القیم بالامر یعنی خلیفہ اسلام کس کو کہا گیا ہے۔ کس سے گفتگو ہو رہی ہے۔ اور کس کی خلافت و سیادت کا اقرار ہو رہا ہے۔ آگے فکرن قطباً کا خطاب کس سے ہے۔ چکی کے لئے قطب اور تمام مسلمانان عالم کے لئے عمر فاروق رضہ ایک جیسے ہیں یہ تشبیہ کون دے رہا ہے وہی شیر خدا جس نے یقیناً علی طور سے ہمیشہ فاروق اعظم کو قطب سمجھا۔ اور اسی کے گرد اور مسلمانوں کی طرح وہ بھی گھومتے رہے۔ بد باطنیوں کا دعویٰ ہے کہ گنتی کے چند افراد کے سوا اللہ ذی اللہ مسلمان کوئی اور نہیں رہا تھا۔ اسلام ان سے جدا اور وہ اسلام سے جدا۔ کبریت کلمۃ تخرج من افواہہم۔ لیکن امیر المومنین حضرت علی رضہ کیا فرماتے ہیں وہم کثیرون بالاسلام۔ یعنی اسے فاروق؟ ایران کے میدانوں میں کسریٰ کی فوجوں سے نبرد آزما ہونے والے صحابہ کرام، رومیوں کے مقابلہ میں کارزار قتال گرم رکھنے والے صحابہ کرام اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں۔ لیکن چونکہ مسلمان ہیں صحیح العقیدہ مومن ہیں تو اس اسلام کی برکت سے درحقیقت وہ کثیر ہیں۔ اور دشمن کا مقابلہ بڑی بہادری سے کر سکتے ہیں اور معلوم ہی ہے کہ یہ وہی جانبازان اسلام ہیں جن کی

قیادت و سرداری حضرت خالد بن ولید اور سعد بن ابی وقاص کر رہے ہیں۔ تو دیکھا آپ نے امیر غزوہ ان کو زیور اسلام سے آراستہ و پیراستہ بتلانیے مگر ان کے نام نہاد متبعین پھر بھی اپنے خبت باطن کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہتے۔ پھر آگے دوسرے لفظ کو دیکھئے فرما رہے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر کہہ اُکھیں گے ہذا اصل العرب تمام قوم عرب یعنی تمام مسلمانوں کی جڑ ایسی جڑ جس پر تمام شاخوں کی شادابی و تازگی کا دائرہ ہے۔ جس کی وجہ ہی سے تمام بھولوں کی رونق و بہار ہے اس کو کاٹنا تمام درخت اسلام کو بیکار کرنا ہے۔ اس کے پھولنے پھلنے، نشوونما کو ختم کرنا ہے۔

اللہ اللہ! حضرت مرتضیٰ کس حقیقت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ حضرت فاروق رضہ کی شخصیت و حیثیت سے صحیح الفاظ میں تعبیر فرما رہے ہیں سلیم الفطرت اشخاص اور بغض و عناد کی آلودگیوں سے پاک صاف و مانعوں کے لئے صرف یہی چند جملے کافی ہیں۔ دجل و تبیس کی شے رگ کاٹنے کے لئے خود شیر خدا کے یہ کلمات بلیغہ شمشیر برآں سے کم نہیں۔ لیکن رونق و جرح و مقتول کرنے کے لئے ہماری ترکش میں تیروں کی کمی نہیں اس لئے آپ کو اسی پنج المبلاتہ میں سے ایک اور عبارت سنا دیتا ہوں۔

لله بلاد فلان۔ فقد	بے شک اس نے ٹیڑھے
قوترا لا و د و داوی	کو سیدھا کیا، نقصانات
الاحمد خلف الفتنۃ	کی اصلاح کی، فتنوں کو
واقام السنۃ ذہب	پاس نہ آنے دیا، سنت
نقی الثوب، قلیل	نبوی کو قائم و مضبوط کیا
العیب۔ اصاب خیرھا	دنیا سے ایسی حالت میں
وسبق شرھا۔ ادی	رخصت ہوئے، کہ پاک
الی اللہ طاعته، واتقاه	دامن تھے، بے عیب تھے



بحقہ -  
۲۵

بھلائیوں کو حاصل کیا اور  
برائیوں کو چھپے چھوڑ کر

آگے بڑھا۔ اللہ تعالیٰ کی خوب اطاعت کی۔ اور  
اللہ تعالیٰ سے حقیقی طور سے وہی خوف کرتا رہا۔

سنا آپ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کس کے بارے  
میں یہ تعریفی کلمات فرما رہے ہیں۔ شریف رضی نے  
تو فلاں لکھ دیا۔ مگر ہنچ البلاغہ کے شیعہ شارحین خود  
ہی قائل ہیں۔ کہ اس سے مراد حضرت عمرؓ ہیں۔ اور اگر  
وہ قائل نہ بھی ہوں پھر بھی یہ تو ماننا پڑے گا۔ کہ فلاں

سے مراد یا ابوبکر صدیقؓ رضی ہیں اور یا عمر فاروقؓ رضی  
کیونکہ حضرت علیؓ رضی سے پہلے یہ دو گزرے ہیں اور انہوں  
نے ایسی کارروائیاں کی ہیں۔ اور اگر کوئی نہ مانے تو وہ  
خود آکر تعیین کر دے کہ فلاں سے مراد کون ہے۔ اور  
ایسا بزرگوار کون ہے جو حضرت علیؓ رضی سے پہلے یہ کام  
کر کے وفات پا گیا ہے۔ اس میں حضرت فاروقؓ رضی  
کو مقوم یعنی سیدھا کرنے والا۔ مصلح، فتنوں سے  
محفوظ، سنت نبویؐ قائم کرنے والا، پاک دامن،  
بے عیب، بھلائیوں کا حاصل کرنے والا اور برائیوں  
سے مجتنب، مطیع خداوند تعالیٰ، حقیقی متقی مانا گیا

اور ہم اہل سنت بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کو  
انہی اوصاف سے متصف مانتے ہیں۔ پس حضرت  
علیؓ رضی کے پیروہم ہونے کے طرز و طریقے کی پیروی  
ہم نے کی۔ اور حضرت فاروقؓ رضی کے متعلق یہ عقیدہ  
نہ رکھنے والے یقیناً حضرت علیؓ رضی کے راستہ سے کوسوں  
دور اور ان کے مذہب و عقائد کے قطعاً مخالف ہیں  
حضرت مرتضیٰؓ رضی کے ہاں تو دین کے انتہائی عروج  
و کمال کا زمانہ وہ تھا جس وقت عمر فاروقؓ رضی کا روبرو  
خلافت کو سرانجام دے رہے تھے مگر وافض اسی  
کو بدترین زمانہ قرار دیتے ہیں۔ ایسے متضاد عقائد

کے ہوتے ہوئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ شیعہ حضرت  
مرتضیٰؓ کو اپنا رہبر و پیشوا مانتے ہیں اور شیعہ اس کے  
متبع و پیرو ہیں۔ دیکھیے اسی ہنچ البلاغہ میں حضرت  
علیؓ رضی کا یہ کلام مذکور ہے :-

وَوَلِيَهُمُ الْإِلَٰهَ قَامٌ | اور مسلمانوں کا ایک والی  
وَاسْتِقَامَ حَتَّى ضَرْبِ | مقرر ہوا۔ وہ والی رہا۔  
الدِّينِ بِمَجْدَانِهِ | اور اس نے نہایت صحیح  
ج ۲ ص ۲۵ | طریقہ سے کام چلایا یہاں

تک کہ دین کو پوری قوت اور خوب ممکن حاصل  
ہوا۔

خود ہنچ البلاغہ کے شارحین کے قول کی بنا پر  
اس سے مراد حضرت عمرؓ رضی ہیں۔ اور اگر یہاں بھی کوئی  
ہٹ دھرمی سے کام لے کر انکار کرنے لگے کہ کلام میں  
ان کا نام تو نہیں۔ تو ہمارا وہی جواب ہے کہ جس  
والی کا ذکر ہے۔ ضرور اس کا کوئی نام بھی ہوگا۔ اور  
وہ شخص ایسا ہوگا کہ حضرت علیؓ رضی سے پہلے گذرا ہوگا۔  
اور اس کے زمانہ میں دین کی ترقی ہوئی ہوگی۔ تو پھر  
آپ ہی بتائیے کہ وہ کون ہوگا۔ حضرت صدیقؓ رضی  
یا فاروقؓ رضی کے بغیر اور کون ہو سکتا ہے۔

سے دوسری روایات میں اس موقع پر حضرت عمرؓ رضی کا  
اسم گرامی صریحاً مذکور ہے چنانچہ تاریخ الخلفاء میں علامہ  
سیوطی لکھتے ہیں وَاخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ  
النَّبَوَةِ لِبْنِ حَسَنٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَفْيَانَ قَالَ لَمَّا ظَهَرَ  
عَلَى يَوْمِ الْجَمَلِ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَعْبُدُ إِلَيْنَا فِي هَذِهِ الْأَمَامَةِ  
شَيْئًا حَتَّى رَأَيْنَا مِنْ الرِّأْيِ أَنْ نَسْتَخْلَفَ أَبَا بَكْرٍ قَامَ  
وَاسْتَقَامَ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ رَأَى مِنْ الرِّأْيِ  
أَنْ يَسْتَخْلَفَ عُمَرَ قَامَ وَاسْتَقَامَ حَتَّى ضَرْبِ الدِّينِ بِمَجْدَانِهِ  
(تاریخ الخلفاء ص ۹)

## مانا اور اس کی ایک اور دلیل بھی ہے کہ حضرت علی رضی مال غنیمت کے حصہ بنے رہے

اسلام میں مال غنیمت وہی مال ہو سکتا ہے جس کو مسلمان جہاد میں کفار سے حاصل کریں۔ اور جو لڑائی کسی امام برحق کے تحت نہ ہو اس کو شرعی اصطلاح میں جہاد نہیں کہا جاسکتا۔ صحیح جہاد وہ ہے جس کو کسی ایسے والی کے ماتحت کیا جائے جس کی خلافت شرعی اصولوں کی بنا پر صحیح ہو۔ تو اگر شیعوں کا یہ عقیدہ تسلیم کیا جائے کہ حضرات خلفاء ثلاثہ برحق نہ تھے۔ بلکہ غاصب تھے ظالم تھے۔ وغیرہ وغیرہ خرافات۔ تو ان کے زمانہ میں جتنی بھی لڑائیاں ہوئیں وہ صرف خونریزیاں ہوں گی۔ نہ اس کو ہم جہاد کہہ سکتے ہیں اور نہ وہ حاصل شدہ مال مال غنیمت ہوگا۔ اور نہ اس کا لے لینا کسی مسلمان کو حلال ہو سکے گا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انہی اموال میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل بیت نے ہمیشہ اپنا حصہ لیا۔ اور انہیں اموال کو کام میں لاتے رہے۔ اہل سنت والجماعہ کی کتابوں میں اس کی مثال کی کوئی کمی نہیں۔ مگر ہمیں چونکہ ثابت کرنا ہے صرف شیعوں کی کتابوں سے؟ اس لئے آپ کو ان کی ایک معتبر اور مستند کتاب سے جو ان کے اہل اصول میں سے ہے۔ اور اس پر سارے مذہب کی بنیاد قائم ہے۔ عبارت پیش کرتا ہوں :-

عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما اقدمت بنت یزدجرد علی عمر اشرف لها عذاری المذنبۃ و اشرق المسجد بضیها لما دخلته فلما نظر اليها عمر عظمت وجهها وقالت افیزوج با داهر من فقال عمر اثنی هذا و همربها فقال امیرالمومنین علیہ السلام لیس ذلک خیرھا

حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت مرتضیٰ کا دل خلفائے ثلاثہ کی طرف سے بہت صاف تھا۔ ان کے وقتی خیر خواہ تھے۔ ظاہر و باطن سے ان کی خلافت کو صحیح سمجھ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ان کی زندگی میں کبھی بھی ان کو اپنی بیعت کرانے یا اپنے استحقاق خلافت کا خیال نہیں آیا۔ بلکہ حضرت عثمان رضا کی درد انگیز شہادت کے بعد جب ان کو خلافت کے لئے مجبور کیا گیا پھر بھی آپ جلدی سے اس بارگراں کو ٹھانے کیلئے آمادہ نہ ہوئے۔ اور اس ذمہ داری کو قبول نہیں کیا۔ لیکن جب لوگوں کے اصرار نے شدت اختیار کی۔ اور مصلحت اسی میں سمجھی گئی کہ آپ ہی کے ہاتھ بیعت ہو جائے۔ تاکہ موجودہ فتنہ ختم ہو۔ اور لگی ہوئی آگ بجھ جائے۔ تو آپ نے رضامندی اختیار کی۔ چنانچہ خود اسی نہج البلاغہ میں مذکور ہے :-

واللہ ما کانت لی ف  
الخلافة رغبة ولا  
فی الالایة اربة و  
لکنکم دعوتونی الیہا  
وحلمتونی علیہا۔  
ص ۴۲

قبول کرنے پر آمادہ کیا  
ایک دوسری جگہ آپ کا کلام اس طرح مذکور  
ہے۔ دیکھئے نہج البلاغہ ص ۴۸

و بسطتم ید فکففتھا تم نے بیعت لینے کے لئے  
و مددتموها فقبطتھا میرا ہاتھ پھیلا نا چاہا مگر  
میں نے روک دیا۔ تم نے اس کو کھینچا۔ مگر میں نے  
بند رکھا۔

پس معلوم ہوا کہ آپ نے کبھی خلافت کی  
خواہش نہ کی۔ اور نہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو مجبوراً

رجلا من المسلمین واحسبھا فیئہ فخیڑھا فجاءت  
حتی وصنعت یدھا علی سراسر الحسن علیہ السلام  
(اصول کافی کتاب الحجۃ جزء سوم حصہ ۲ باب مولد علی  
بن الحسن ص ۲۰۲)

یعنی حضرت عمرؓ کے پاس یزدجر کی بیٹی جب  
لڑائی میں قید ہو کر آئی۔ بہت خوبصورت تھی حضرت  
علیؓ نے حضرت عمرؓ کو یہ مشورہ دیا کہ اس کو اختیار  
دیا جائے کہ جس مسلمان کو پسند کرتی ہے اسی کو  
مال غنیمت کے حصہ میں دیدی جائے گی۔ حضرت  
عمرؓ نے اس کو اختیار دیا تو اس نے جا کر حضرت  
امام حسینؓ کے سر پر لقمہ رکھا۔

اصول کافی کی شرح صافی میں یہی ترجمہ فارسی  
میں کیا گیا ہے۔ دیکھیے ص ۲۰  
مخیر کن اور اکہ برگزیدہ مرد سے را از مسلمانان  
و حساب کن اور ابحصہ غنیمت اس مرد باعتبار خمس  
پس مخیر کرد اور عمر پس آمد تا نہاد دست خود را  
بر سر امام حسینؓ۔

دیکھیے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ان  
کے حکم اور تحت میں ہونے والی لڑائی میں بنت یزدجر  
قید ہو کر آتی ہے۔ اور حضرت امام حسینؓ اس کو  
بطور حصہ غنیمت باعتبار خمس لیتے ہیں۔ اور اسی سے  
ان کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کی نسل سے سب  
ائمہ پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی اصول کافی میں ہے۔

فقال امیر المومنینؓ ما  
اسمک فقالت جہان شاہ  
فقال لہا امیر المومنین  
جل شہر بانوشہ قال الحسنؓ  
یا ابا عبد اللہ لیلدت  
لک منها خیر اہل الارض  
حضرت علیؓ نے فرمایا۔  
تیرا نام کیا ہے اس نے کہا  
کہ جہان شاہ امیر المومنین  
علیؓ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ  
شہر بانوشہ۔ پھر فرمایا اسی  
سے تیرا ایسا لڑکا پیدا ہوگا

فولدت علی بن الحسن | جو تمام اہل زمین سے بہتر  
کتاب الحجۃ جزء سوم حصہ ۲ ص ۲۰۲ | ہوگا۔ چنانچہ پھر اسی سے  
علی بن الحسن پیدا ہوئے۔

اگر حضرت عمرؓ کی خلافت صحیح نہ تھی تو بنت یزدجر  
کا مال غنیمت میں سے ہونا بھی صحیح نہیں لہذا حضرت  
امام حسینؓ کو اس کا بطور غنیمت ملنا بھی غلط ہوا۔  
اور چونکہ اسی سے اولاد پیدا ہوئی۔ لہذا ان کے متعلق  
جو کچھ فیصلہ اسی غلط بنیاد کو صحیح مان کر ہو سکتا ہے۔  
وہ میں کہہ بھی نہیں سکتا۔ اور ادب احترام کی وجہ سے  
بطور نقل بھی میں اس بارے میں لب کشائی نہیں  
کر سکتا۔ یہ شیعوں ہی کا کام ہے کہ اپنے ائمہ کرام  
اور سادات کے نسب کو بھی مخدوش قرار دیں اہل  
سنت کا عقیدہ صاف ہے۔ خلافت بھی صحیح جہاد  
بھی صحیح، مال غنیمت بھی جائز و حلال، اور جہاں  
کہیں حضرت مرتضیٰؓ یا اہل بیتؓ نے حصہ پایا ہے۔  
وہ ان کے لئے حلال و طیب ہے۔

یہ جو کچھ میں نے عرض کیا یہ تاریخی حقائق ہیں  
اور خود شیعوں کی کتابوں میں موجود ہیں اس لئے  
انہوں نے اپنے غلط مذہب کے ثابت کرنے کے لئے  
جب اور کچھ نہ پایا تو بس یہی کہنے لگے۔ کہ حضرت شیر  
خدا نے تقیہ سے کام لیا۔

### تقیہ حضرت شیر خدا کی توہین ہے

یعنی بالفاظ دیگر آپؐ نے منافقت سے کام لیا۔ دل میں  
ناراض رہے۔ ان کے اعمال و اقوال سے بیزار تھے،  
ان سے بغض و عناد رکھتے تھے۔ لیکن ظاہر ارضی  
بھی رہے۔ ان کے ساتھ مجالس و محافل میں شریک  
رہ کر مشورے بھی دیتے رہے۔ اور یہ سب کچھ خوف  
اور ڈر کی وجہ سے کیا۔ اب آپؐ حضرات خود انصاف

کیجئے۔ کہ شیر خدا کو تقیہ باز کہنا ان کی توہین ہے یا نہیں اور باطل کو دیکھ کر مدتوں بالکل خاموش رہنا اور اُن تک نہ کرنا ان کو بدنام کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر تقیہ جائز ہوتا۔ اگر حق پرست اور حق پسند اس کی گنجائش سمجھتے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو میدان کر بلا میں اس کی زیادہ ضرورت تھی۔ مصیبتوں میں بگڑے ہوئے تھے۔ سردینا قبول کیا۔ مگر زید کی بیعت نہ کی جام شہادت نوش کیا۔ مگر باطل کے سامنے نہیں جھکے اور یہ بیان نہ کرنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس قوت و طاقت نہ تھی۔ اس لئے وہ مجبور و معذور تھے۔ تو پھر یہ بھی آپ بتائیے کہ میدان کر بلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کون سی طاقت و قوت تھی۔ کہ سرکٹوایا مگر جھکایا نہیں۔

حضرات! واقعہ یہ ہے کہ شیر خدا نے خلفاء ثلاثہ کو برحق سمجھا۔ تو ظاہر و باطن دونوں سے ان کے موافق و مخلص رہے۔ اور پھر اسی شیر خدا نے جب حضرت معاویہ کی امارت کو صحیح نہیں سمجھا۔ تو جنگ صفین لڑنے میں دریغ نہیں کیا۔ شیعہ بتلا میں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں تقیہ سے کام کیوں نہ لیا ان کے ہاتھ بھی بیعت کر کے خاموش رہتے۔ اور تماشہ دیکھتے۔

و جب حضرت مولانا ظہور احمد صاحب نے یہاں تک تقریر کی۔ تو ایک شیعہ نے اعتراض کیا کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ اس لئے خاموش رہے اور تقیہ کیا کہ ان کو اس بات کی وصیت کی گئی تھی کہ جو بھی کچھ ہو آپ سب برداشت کر کے صبر کرتے رہئے (اس پر حضرت مولانا نے فرمایا کہ

ہاں شیعوں کے پاس ہمارے قوی دلائل کا کوئی جواب نہیں۔ اس لئے انہوں نے اس کے لئے

ایک حدیث گھڑ لی ہے جو بہت طویل ہے۔ میں اس کے ضروری حصے آپ کو سننا کہ بتلاؤں گا۔ کہ اس حدیث وصیت کو صحیح ماننا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق عمل کرنے والا قرار دینا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان پر غیرت و حمیت پر حملہ کرنا ہے۔ اور شیعہ اس حملہ کی جرأت کریں تو کریں۔ ہم اہل سنت ان کی رفعت شان کی وجہ سے ایسی من گھڑت باتوں کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے۔

### حدیث وصیت

وہ حدیث وصیت آپ خود شیعوں کی کتاب اصول کافی سن لیجئے۔ اور اس کا فارسی ترجمہ جو صافی شرح کافی میں مذکور ہے وہ بھی ساتھ ساتھ ہے۔ پہلے تو ایک لمبا چوڑا قصہ ہے۔ کہ اسی وصیت کو لے کر جبریل آئے اور بہت سے ملائکہ منزل من اللہ بھی ساتھ تھے۔ بڑی سخت تاکیدات کے ساتھ اور بہت سی گواہیوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عہد لیا گیا تھا۔ مگر آخر کے الفاظ سنئے :-

فقال امیر المومنین  
علیہ السلام والذی  
فلق الحبیة وبراء النعمة  
لقد سمعت جبرئیل  
علیہ السلام تقول للنبی  
صلی اللہ علیہ وسلم  
یا محمد عرفه انه یتھک  
الحرمۃ وھی حرمة اللہ  
حرمة رسولہ اللہ صلی  
اللہ علیہ والہ وعلی ان  
یخضب لحيته من راسہ  
بدن عبیط قال امیر المومنین

پس گفت امیر المومنین  
علیہ السلام قسم بہ آں خدا  
تعالی کہ شکان جبرائیل  
خلق کرد آری را کہ ہر  
آئینہ شنیدم از جبرئیل  
نے گفت نبی را ای محمد  
شناساں اور کہ دریدہ شود  
پردہ۔ و آں پردہ اللہ  
تعالی است و پردہ رسول  
وے است صلی اللہ علیہ  
و آں بالائے آں  
است کہ رنگ کردہ شود



وضبط سے کام لیں تو بتلائیے کہ آپ کی بہادری آپ کا شیر ہونا، آپ کا شاہ لافتا ہونا، آپ کا وہ ذوق فقہ پھر کس دن کام آئے گا۔ جب تادم مرگ وہ ہر قسم کی ذلتوں کو برداشت کرتے کے لئے آمادہ ہیں بزعیم شیعہ کفر و ضلالت کی طغیانی کے وقت بھی خاموشی اور صبر و سکون ہے۔ تو یہ تو ان کی غیرت اسلامی پر حملہ کرنا ہے۔ اور پھر وصیت میں تو وعدہ کیا گیا ہے کہ میں تادم مرگ یا تاروز قیامت صابر و محتسب رہوں گا۔ تو پھر کیا وجہ ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آپ نے اس وصیت کو بالکل طاق رکھ دیا اور اپنی موکہ قسموں کی کچھ پرواہ نہ کی تو اس افسانہٴ وصیت کو صحیح مان کر ان کا جنگ صفین لڑنا صریحاً وعدہ خلافی اور حکم خداوندی سے سرتابی ہے یا نہیں۔ پس یہ ثابت ہوا کہ شیعوں کے مذہب کو صحیح ماننے کی صورت میں ہمیں حضرت مرتضیٰؑ کے متعلق بہت سی بدگمانیاں اور بد اعتقادات پیدا ہونی ضروری ہیں۔ اور واقعہ وصیت کو تسلیم کرنا ان کے ضعیف ایمان اور غیرت مذہبی کے فقدان پر چہر تصدیق ثبت کرتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ اہل سنت والجماعہ کا عقیدہ اس بارے میں بھی صاف ہے۔ کہ نہ اس قسم کی کوئی وصیت ہوئی ہے اور نہ اس کی کوئی ضرورت تھی چونکہ خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کا زمانہ خیر و برکت کا زمانہ تھا۔ اور ان کی خلافت خلافت راستہ اور علی منہاج النبوة تھی۔ دین کی پوری ترقی ہو رہی تھی۔ سب امور حکم شریعت کے موافق طے ہوا کرتے تھے۔ اور خلفاء مستحق خلافت تھے۔ لہذا حضرت مرتضیٰؑ نے ان کے ساتھ صدق قلب کے ساتھ ظاہر و باطن ایک طرح ہو کر موافقت کی۔ اور ہر بات میں ان کو مشورہ دیتے رہے۔ کسی قسم کی شکایت انہیں پیدا

محاسن او از جانب سرش  
بخون خالص - گفت  
امیر المؤمنین پس لبایت  
مضطرب شدم و قتیکہ  
مکر کردم و فہمیدم آل  
سخن را از این الہی  
جبرئیل علیہ السلام - تا آنکہ  
افتادم بروی خود و گفتم  
آرے قبول کردم و  
راضی شدم ہر چند کہ  
دریدہ شود پردہ - معطل  
شود طریقہا خدا و  
(کتاب الحجہ جزء سوم ص ۲۸۱-۲۸۲)  
رسول و پارہ پارہ کردہ  
شود احکام قرآن و خراب کردہ  
شود محاسن من از جانب سر من بخون خالص بر حالے  
کہ صبر کنندہ باشم حساب آن را بہ قیامت اندازند  
باشم ہمیشہ تا وقتیکہ وارد شوم بر تو نارد زمرگ  
یا در روز قیامت -

حضرات یہ ہے وہ حدیث وصیت، جس کے الفاظ ہی کو دیکھ کر ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ یہ سراسر جعلی اور شیطانی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ناموس اور پردہ پر حملہ کر کے شیعوں کے قول کی بناء پر ام کلثوم بنت فاطمہ کو ان سے غصب کیا جائے پھر بھی وہ دم بخود ہوں۔ اللہ و رسول کے تمام احکام اور تمام طریقے معطل و بیکار ہوں۔ پھر بھی آپ خاموشی سے دیکھتے رہیں۔ اور احکام قرآن کو پارہ کیا جاتا ہو۔ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجائی جاتی ہو۔ پھر بھی آپ لہٹ سے مس نہ ہوتے ہوں ان کو زخمی کر کے سر کا خالص خون دار بھی مبارک پر جاری ہو پھر بھی آپ صبر

کی ہے۔ خدا کرے کہ میری یہ کوشش ٹھکانے لگے۔ اور سیدھے سادھے ناداقف لوگ جو محبت اہلبیت کے دام سے شکار کئے جاتے ہیں ان چالاک اور ظالم شکاریوں کے پنجے سے محفوظ رہیں اور اہل بیتؑ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صحیح طریقہ پر وہ گامزن ہوں۔ اور جیسا کہ عرض کر چکا وہ طریقہ یہ ہی ہے کہ خلفاء ثلاثہ کو برحق یقین کریں۔ اور ان کو دین اسلام کے ستون سمجھیں۔

والاخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

نہ ہوئی۔ لیکن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت جو سبائیوں کی شرارت اور فتنہ انگیزی کا نتیجہ تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا اختلاف ہوا اگرچہ وہ اجتہادی غلطی ہے۔ اور قابل مواخذہ نہیں مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں خاموشی اختیار نہیں کی اور جو کچھ حق نظر آیا برملا کہا اور کیا۔

حضرات! میں نے کوشش کی کہ آپ لوگوں کو صحیح واقعات سے واقف کروں اور میں نے شیعوں کی کتابوں سے حوالے پیش کر کے سمجھانے کی کوشش

# مسلمانوں کا پہلا عروج و قبائل موجودہ تنزل و ادب

## اسباب عروج و نزول

(۴)

(از مولانا سیلح الدین صاحب کاخیل مفتی دارالعلوم غزنیہ و مرکز دارالتالیف والترتیب مجلس الانصاف بحیرہ)

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے والی اور امیر مقرر ہوئے تو انہوں نے بھی اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح مسلمانوں کی بھلائی ان کے آرام و راحت کی ہمیشہ کوشش کی۔ خلافت کی ذمہ داری قبول کرنے کے بعد آپ منبر چڑھ کر خطبہ دینے لگے۔ چونکہ پہلے سے کسی خاص مضمون کے متعلق فرمانے کی تیاری نہیں کی تھی۔ اس لئے کچھ بول نہ سکے

صرف اتنا ہی کہا :-

انتم الی امیر فتعال  
احوج منکم الی امیر  
قوال  
امیر کی زیادہ ضرورت  
ہے۔

مگر سچ یہ ہے۔ کہ آپ کا یہی ایک جملہ گھنڈوں تقریر کرنے سے بھی زیادہ مفید اور فصاحت و بلاغت کا شہکار ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زہد۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اگرچہ بہ ذات خود دولت مند

یغلاف ابداً پھر کبھی وہ دروازہ بند نہیں ہو سکتا۔

## خلافت حضرت علی رضی

حضرت عثمان رضی کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ ان کے زمانہ خلافت میں بہت کچھ بے چینیاں رہیں۔ اور ان کو آرام و اطمینان سے اپنے فرائض خلافت کے سرانجام دینے کا موقع نہیں مل سکا۔ مگر پھر بھی آپ نے ذاتی طور پر وہ کارنامے کئے جو بوجہ امارت و خلافت آپ کو کرنے تھے۔ چند واقعات سن لیجئے:-

## فرائض خلافت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جوش و خلوص کے ساتھ فرائض خلافت ادا فرماتے تھے۔ استیباب میں ہے کہ آپ ہفتہ میں دُورہ لے ہوئے بازاروں میں گھومتے رہتے تھے۔ اور لوگوں کو پرہیزگاری۔ سچائی۔ حسن معاملت اور پورے پورے ناپ تول کی ترغیب دیتے تھے۔ ایک دن بازار میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک لونڈی ایک خرمہ فروش کی دکان پر رو رہی ہے۔ بولے کیا بات ہے؟ بولی اس نے ایک درہم پر میرے ہاتھ بھجور فروخت کی۔ لیکن میرے آقا نے اس کو واپس کر دیا۔ اب وہ پھیرنے پر راضی نہیں ہوتا۔ آپ نے سفارش کی کہ بھجور لے لو اور اس کے دام واپس دید۔ اس نے آپ کو دھکیل دیا۔ لوگوں نے کہا کچھ خبر ہے ”یہ امیر المومنین ہیں“ اب اس نے بھجور واپس کی۔ اور کہا کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیے۔ فرمایا۔ کہ اگر لوگوں کا حق پورا پورا دو گے تو مجھ سے زیادہ تم سے کون راضی ہو گا۔ (الریاض النضرہ)

تھے۔ لیکن زمانہ خلافت میں نہایت سادہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ مسجد میں سر پہنے چادر رکھ کر لیٹ جاتے تھے۔ اٹھتے تھے تو بدن میں کنکریوں کے چبھنے کے نشان نظر آتے تھے۔ لگ دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ امیر المومنین ہیں۔

آپ اور لوگوں کو امیرانہ کھانا کھلایا کرتے تھے۔ لیکن خود آپ سرکہ اور زیتون کھایا کرتے تھے۔ عبد اللہ بن شداد کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان کو اس زمانہ میں کہ وہ امیر المومنین تھے ایک دفعہ جمعہ کے دن دیکھا کہ وہ خطبہ دے رہے ہیں۔ اور ان کے کپڑوں کی قیمت چار یا پانچ درہم ہوگی۔ (ازالہ الغبار) آپ رات کو اٹھ کر خود وضو کا پانی لیا کرتے تھے۔ لوگوں نے خادم سے تودہ یہ کام کر دیتا بولے نہیں۔ رات ان کے آرام کے لئے ہے

(طبقات ابن سعد)

جس کسی نے سیرت کی کتابیں بغور مطالعہ کی ہوں وہ جانتا ہے کہ آپ نے بہترین طریقہ سے جہان بینی کی لیکن آخر کے ایام ابتلاء و محن میں نکتہ چینیاں بڑھ گئیں۔ اور زبان درازیاں ہونے لگیں۔ اسی وجہ سے وہ مصالح پوشیدہ رہے اور عام طور سے سیرت نظر سے اس کا احساس نہیں ہو سکتا۔ چونکہ تفصیلاً میں جانا موضوع سے خارج ہے اس لئے میں اس بحث سے پہلو تہی کر کے عرض کرتا ہوں کہ حضور کی پیشین گوئی پوری ہوتی تھی آپ کو درجہ شہادت سے سرفراز ہونا تھا۔ اس لئے آخر کار آپ نہایت درد انگیز طریقہ سے شہید کئے گئے۔ اور ابن سبا اور اس کی فریت خبیثہ کی چالاکیاں، شرارتیں، کامیاب ہو گئیں۔ اور فتنوں کا دروازہ کھل گیا بلکہ توڑ دیا گیا۔ اور بقول حضرت فاروق رضی لا

آپ مال فی میں کسی کو تزیین نہیں دیتے تھے۔ نہ آپ کے مال کسی دوست، رشتہ دار کی کچھ خصوصیت تھی۔ جو لوگ دیانت و امانت والے ہوتے صرف انہی کو والی مقرر کرتے۔ جب کسی کے بارے میں خیانت کی خبر پہنچتی۔ تو آپ ان کو یہ آیت لکھ بھیجتے۔ تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیحت آگئی ہے۔ پس تم ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا پورا کرو۔ اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں سناؤ نہ چاؤ اللہ کی طرف سے بجا ہوا مال تم کو بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو اور میں تمہارا ٹھکانا نہیں ہوں۔ جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے۔ تو تر سے پاس جو کچھ ہے اس کو محفوظ رکھو تاکہ میں کوئی شخص بھیج دوں اور وہ تم سے لے لے (پھر آپ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرماتے) اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے ان کو مخلوق پر غلظ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اور نہ تیرے حق کے چھوڑ دینے کا۔ تمام لوگ ان کی خدمت و اطاعت کو اپنا فرض

ولہد یکن یستأثرون  
الغی لبشی ولا یخص  
جمیعاً ولا قویاً ولا  
یخص بالولایت الاہل  
ال دیانت والامانات  
واذ ابغضتہ عن احد  
خیانتہ کتب الیہ قد  
جاءتکم موعظۃ من  
ربکم فافوا لکیل والمیزان  
بالقسط ولا تفسدوا الناس  
اشیاءہم ولا تعثوا فی  
الارض مفسدین بقیۃ  
الذخیر لکم ان کنتم  
مومنین وما انالیکم  
بمحیطہ اذا تاک کتابی  
ھذا فا تحفظ بما فی  
ید یدک من عملنا حتی  
نعت الیک من یشلہ  
منک ثم یرفع طرفہ  
الی السماء فیقول  
اللھم انک تعلم انی  
لما امرہم بنظم  
خلفک ولا تہزل  
حقک۔

انزالہ الخفاء ج ۲ صف ۲۶۶  
کی طرف نظر اٹھا کر فرماتے اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے ان کو مخلوق پر غلظ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اور نہ تیرے حق کے چھوڑ دینے کا۔ تمام لوگ ان کی خدمت و اطاعت کو اپنا فرض

ایک دن بازار سے گزرے دیکھا کہ لوگ اپنی اپنی جگہ چھوڑ کر آگے بڑھ گئے ہیں۔ بولے کسی کو یہ اختیار نہیں ہے۔ مسلمانوں کے بازارنازیوں کے معصی کی طرح ہیں۔ جو لوگ آگے بڑھ گئے ہیں وہ کل اس کو چھوڑ دیں۔ رکنز العمال

## دیانت و امانت

آپ کی دیانت کا یہ حال تھا کہ ایک بار ان کے پاس اصہبان سے کچھ مال آیا۔ جس میں ایک روٹی بھی تھی۔ انہوں نے مال کے ساتھ روٹی کے بھی سات ٹکڑے کر دیئے۔ اور ہر حصہ ہر ایک ایک ٹکڑا اور روٹی کا رکھا پھر قرعہ والا کہہ کر کس کو دیا جائے (انزالہ الخفاء جلد ۲ صف ۲۶۶)

ایک دن آپ نے بیت المال کا کل مال تقسیم کر کے اس میں بھار ڈر دلائی۔ پھر اس میں من پڑھی۔ تاکہ قیامت کے دن آپ کی دیانت کی شہادت دے۔ (انزالہ ۲۶۶)

ایک دن انہوں نے عطر کی ایک شیشی دکھا کر کہا اهدا تھا الی الدھقان یہ مجھے ایک دھقان نے ہدیہ دی ہے۔ پھر بیت المال میں آئے۔ اور اس میں جو کچھ عطر تھا اندلیں دیا۔ اور فرمایا افلح من کانت لہ توصیۃ کامیاب ہے وہ شخص جس یا کل منها۔

انزالہ الخفاء ج ۲ صف ۲۶۶  
ہو جس کو وہ روز کھائے  
بیت المال میں جو کچھ آتا اسی وقت تقسیم کر دیتے۔ استیعاب کی روایت ہے  
سکان علی لیسیر فی الغی آپ مال فی کو حضرت سیدہ ابی بکر ابو بکرؓ کے طریقہ پر تقسیم فرماتے تھے۔

کی تعریف حضرت معاویہؓ کے سوال کے جواب میں جس اندازہ سے کی ہے وہ قابل غور ہے۔ اس کے چند جملے دیکھ لیجئے :-

يعجبہ من اللباس ما  
قصر ومن الطعام  
ما خشن وكان فينا  
كاحدنا يجيبنا اذا  
سألناه ويؤنينا  
اذا استأيننا ونحن  
والله مع تقربيه  
ايانا وقربه منا لا تنكح  
نكلمه هيبة له -  
يعظم اهل الدين  
ويقرب المساكين لا  
يطمع القوي في باطلهم  
ولا ييأس الضعيف  
من عدله واشهد لقد  
سأيت في بعض مواقعهم  
وقد ارخى الليل سد  
له وغارت نجومه  
قابضاً على الحبيته  
يتملل تملل السليم  
يبكي بكاء الحزين و  
يقول يا دنيا عذرى  
غیوی الی تعزنت  
ام الی تشوقت

آپ کو معمولی لباس اور  
موٹا کپڑا پسند تھا اور وہ  
ہم میں عام لوگوں کی طرح  
رہتے تھے جب ہم کچھ پوچھتے  
تو جواب دیتے اور جب  
ہم ان کو انتظار میں رکھتے  
تو انتظار میں رہتے باوجودیکہ  
ہم کو انہوں نے قریب رکھا  
اور وہ ہم سے قریب رہے  
مگر پھر بھی اس کی ہیبت  
کی وجہ سے ہم گفتگو نہ  
کر سکتے تھے۔ وہ دینداروں  
کی تعظیم کرتے اور مساکین  
کو اپنے پاس قریب رکھتے  
کوئی زور اور اس کے پاس  
سے باطل کی امید نہ رکھ سکتا  
تھا اور کمزور اس کے عدل  
و انصاف سے ناامید نہ تھا  
میں گواہی دیتا ہوں کہ میں  
نے بعض دفعہ ان کو تاریک  
راتوں میں دیکھا کہ اپنی  
مبارک وارٹھی پکڑے ہوئے  
مارگزیدہ کی طرح اضطراب

و پریشانی میں ہیں اور غلین کی طرح رو رہے ہیں۔  
اور فرماتے ہیں اے دنیا! میرے سوا کسی اور کو  
دھوکہ میں مبتلا رکھ۔ کیا تو میرے سامنے ہو رہی ہے

سمجھتے تھے۔ لیکن وہ خود بازار سے اپنا سودا سلف  
خرید کر لاتے تھے۔ ایک دن بازار میں کھجوریں خریدیں  
اور خود اٹھا کر لے چلے۔ ایک آدمی نے کہا یا امیر المؤمنین  
میں بیچا دوں۔ بولے بچوں کا باپ ہی اس کا زیادہ  
مستحق ہے۔ (اسوۃ صحابہ)

ایک بار کسی رئیس نے حضرت حسن و حضرت  
حسین رضی اللہ عنہما کو دو چادریں ہدیۃ دیں۔ حضرت  
علی کرم اللہ وجہہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ چادریں  
پر نظر پڑ گئی۔ تو پوچھا کہ یہ کہاں سے ملیں۔ انہوں نے  
واقعہ بتایا۔ تو ان کو بیت المال میں داخل کر دیا۔  
لباس نہایت سادہ پہنتے تھے۔ ایک شخص نے  
دیکھا۔ کہ ان کے بدن پر ایک پھٹی پرانی قمیص ہے  
جب آستین کھینچی جاتی ہے۔ تو ناخن تک پہنچ جاتی  
ہے۔ اور جب چھوڑ دی جاتی ہے تو سکر کر نصف  
کلائی تک آ جاتی ہے۔ اسی سادہ لباس میں فرائض  
خلافت ادا کرنے کے لئے بازاروں میں پھرا کرتے تھے  
ایک شخص کا بیان ہے۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ گارٹھے  
کاتہ بند باندھے ہوئے اور گارٹھے کی چادر اوڑھے  
ہوئے بازار میں پھر رہے ہیں۔ ہاتھ میں درہ ہے  
اور لوگوں کو سچائی اور حسن معاملہ کا حکم دے رہے  
ہیں۔ لیکن بعض اوقات یہ سادہ لباس بھی بہ مشکل  
میسر آتا تھا۔ ایک دن ممبر پر چڑھ کر ارشاد فرمایا :-  
من یشتری منی سیبغی میری یہ تلوار کون خریدتا  
هذا افلوکان عندی ہے۔ اگر میرے پاس  
غنم از اسر مابعدتہ تہ بند کے دام ہوتے۔  
تو میں اسے فروخت نہ کرتا۔

ایک شخص نے اٹھ کر کہا۔ ہم آپ کو تہ بند کی  
قیمت قرض دیتے ہیں (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۶)  
ضرار اسدی نے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ

یا کیا تجھے میرا شوق ہے۔

حضرت معاویہؓ نے سنا تو دوپٹے اور فرمایا :-

رحمہ اللہ ابا حسن واللہ اللہ ابونہن پر رحم کرے  
کان کذاک واللہ وہ ایسا ہی تھا

ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۶۶

آپ بازاروں میں جاتے تو بھولے بھٹکے لوگوں  
کو راستہ دکھاتے۔ حمالوں کے سر پر بوجھ اٹھا دیتےاگر کسی کے جوتے کا تسمہ گر جاتا تو اسے اٹھا کر دیتے  
اور یہ آیت پڑھتے :-تلك الدار الاخرة  
نجعلها للذين لا  
یریدون علوا فی  
الارض والافساد  
والعاقبة للمتقینہم نے دار آخرت کو ان  
لوگوں کے لئے بنایا ہے۔  
جو زمین میں فساد اور غلبہ  
حاصل کرنا نہیں چاہتے اور  
عاقبت صرف پرہیزگاروں کیلئے ہے

# محرم الحرام اور شیعانِ برید

(اثر قلم سید تصدق حسین جعفری بی۔ آے۔ بھیرہ۔ ضلع سرگودھا)

(۴)

ضلع سرگودھا و جھنگ نے کئے ہیں۔ اور بغیر سوچے  
سمجھے مجھ سے برسرِ جنگ ہو رہے ہیں۔ مجھے حیرت تو  
یہ ہے کہ میرے مضمون میں کون سی بات تھی جس  
نے ان کو مشتعل کیا۔ کیا یا دگار حسینی کو بین الاقوامی  
بنیادوں پر مضبوط کرنا جرم ہے؟ کیا بے غیرتی کے  
مظاہرے حسین کی تعلیم ہے یا یزید کی؟ کیا بعض  
ذاکرین کی اخلاقی بد اعمالیاں میرے فرقہ کو تباہ  
کر کے اقتصادِ دی و روحانی موت کے گھاٹ نہیں  
اُتار چکیں۔ کہ بغیر شرم و حیا الٹا پور کو توال کو ڈانٹنے  
کے مصداق بن کر میرے خلاف پراپیگنڈا شروع  
ہے؟ کیا بعض علماء ڈاکوؤں سے کم ہیں؟ اور  
انہوں نے اب تک کون سی قوم کی خدمت کی ہے  
کہ سالانہ محرم و پہل پر ہزاروں روپے جمع کر کے

میں چونکہ ملازمت کے سلسلہ میں کوہ مری چلا گیا  
اور مقامی حالات سے بے خبر رہا۔ اس لئے ناظرین کے  
سامنے اپنا آخری مضمون پیش نہ کر سکا۔ جس کا وعدہ  
قسط سوم میں کیا گیا تھا۔

قبل اس کے کہ میں اپنا شاہکار پیش کروں۔  
اپنے مضمون سابقہ کو ہر رنگ میں مکمل کرنا ضروری  
سمجھتا ہوں۔ اور چند امور ہیں جن کے متعلق سنی  
علماء سے کچھ عرض کرنا ہے۔ تاکہ مدح صحابہ و تبرکات  
مسئلہ پر اپنا فیصلہ دے سکوں۔ امید ہے کہ میری  
معروضات پر غور کیا جائے گا۔ اب محرم کا زمانہ بھی  
قریب آ رہا ہے۔ اس لئے اس جہادِ مذہبی کو باری  
رکھنا ضروری ہے۔ اس عرصہ میں میری عدم موجودگی  
میں عجیب و غریب تبصرے میرے مضمون پر شیعانِ



خوش بعدد رویش مشہور بات ہے۔ کیا شرم کی بات نہیں کہ نامحرم مرد و الانحاح کو شریف نامحرم عورتوں کے مجمع میں لے جا کر ننگے سر بال پریشان عورتوں میں کھڑا ہو کر ماتم حسینی کا سانگ بھرے؟ یہ تو یرید نے تماشا کیا تھا کہ حبیبی مستورات کو اس رنگ میں دمشق و کوفہ میں پھرایا نہ کہ حسین نے ایسا مظاہرہ کیا۔ پرائیویٹ زندگی میں پردہ کی پابندی یا غیر پابندی مرد و عورت کے ذاتی تعلقات و تخیلات کی بات ہے۔ لیکن مذہبی رنگ میں تو ہمارا فرض ہے کہ ہر عورت کی عصمت عورت و حرمت کا پاس کریں اور خیمہ بنا کر اس کے اندر ذوالانحاح کو نوجوان مرد کو دے کر عورتوں کے مجمع میں جانے کی اجازت نہ دیں۔ اس سلسلہ میں جو جو روئیں مجھ تک پہنچی ہیں۔ شرافت اجازت نہیں دیتی کہ قوم کی رسوائی کا سامان جمع کروں۔ ایک قابل عبرت واقعہ کو کیوں تماشا نہ بنادیا؟ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

ذوالانحاح کی جو عزت تمہارے دلوں میں ہوتی ہے وہ تو اسی سے ظاہر ہے کہ صاحب جاہ و اوز و میندار لوگ ہندوؤں کے ٹانگوں و سواری کے گھوڑوں کو پکڑ کر ذوالانحاح بنا دیں گے۔ لیکن ایک گھوڑا کا خرچ برداشت نہ کریں گے۔ حالانکہ انگریز اور مسلمان رؤساء نے ذاتی رعب و شان کے لئے کئی گھوڑے اصطبلوں میں خرید کر کھڑے کئے ہوئے ہیں۔ ایک ذوالانحاح پر سونا چاندی کے زیورات اور ریشمی مٹلی لباس کس حدیث و قولِ امام سے جائز ہیں۔ جب

قوم کو دیوالیہ کر رہے ہیں۔ اور قوم اقتصادی تباہی کو نہیں دیکھتی۔ مجھے کم از کم یہ تو بتائیے کہ کس حدیث یا قولِ امام کے مطابق لاکھوں روپے کاغذی نمائش یا فلمی مجالس پر خرچ کرتے ہو جب کہ سید زادیاں اور سیدنان شب کے محتاج اور ہندو سکھ عیسائی یا میرزائی ہو کر اپنا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔ کیا بنی فاطمہ و آلِ محمد سے محبت اسی کو کہتے ہیں کہ سالانہ روحانی تماشا کروادو اور ٹھوس کام سے تم کو دلی نافر ہو؟ آج تک تجارت کے سلسلہ میں کیا قدم اٹھایا قومی قرضہ کا کیا بندوبست کیا جس سے بیت المال یا کارخانہ بات و سکول و یتیم خانے تیار ہوں اور ان کی نگرانی ابن شریف النفس ذمہ دار حضرات کریں۔ قومی پولیس کے سلسلہ میں کیا کیا۔ اور انہی کتب اربعہ (احادیث) کی اشاعت کیا کر چکے۔ کہ لاکھوں روپے آوارہ روزگار گدایان لم یزل شیطان صفت ذاکرین کو دے کر قومی خودکشی کر رہے ہو۔ کئی سنی دوستوں نے شیعہ کتب احادیث کے مطالعہ کا شوق ظاہر کیا تو ضلع بھر میں کسی شیعہ کے گھر سے ایک کتاب بھی ملنی مشکل ہو گئی۔ اور شیعہ علماء کی تفاسیر و تواتر بیخ کا ملنا تو کبریت احمر کا حاصل کرنا ہے۔ ضلع بھر میں ایک بھی علمی ادبی لائبریری نہیں ہوگی کہ سنی علماء اور شیعہ محقق اپنا علمی شوق پورا کر سکیں۔ ایک صاحب ہیں تو ذوالانحاح کے زیور سنہری پرسینکڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں تو دوسرے صاحب زیارات پر جا کر ہزاروں روپے لگا کر وٹاں سرسے یا وقف بنا رہے ہیں۔ اور اپنے گھر میں خود شیعہ یتیم بچے عورتیں عیسائیوں کے پاس پناہ لے رہے ہیں۔ کیا یہ محض نمائشی پرائیکٹڈ انہیں۔ جس کو محبتِ آلِ محمد سے کوئی واسطہ نہیں؟ اول

لے شیعہ و سنی ہردو کی کتب مقبرہ کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ یزید جیسے بدبخت سے بھی ایسی حرکت سر نہ نہیں ہوئی۔ (شمس الاسلام)

نمازیں سونے کی انگشتی بھی جائز نہیں۔ کیا یہی رقم قریبی بے کس حضرات کے لئے وقف نہیں ہو سکتی کہ اقتصادی پریشانی دور ہو یا ایسا نہ ہو تو لڑکیوں کی شادی کر دی جائے جو خون جگر پیتے رہتے ہیں۔ اور انہی لڑکیوں کو بلوغت کے بعد بھی بوجہ غربت شادی نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ امور خیر و نیکی تو تب کریں جب ذاتی پراپنڈا و شہرت و نمود کے لئے مذہبی ۲۲۰ سے توبہ کریں۔ دنیا میں حسینؑ کی ذات سے کھوٹے ہی عقیدت کا مظاہرہ ہے۔ مقصد تو صرف یہ دکھانا ہے کہ فلاں صاحبان کا گھوڑا (حسینؑ کا نہیں) کیسا اعلیٰ مرتبہ ساز و سامان بازاروں سے گزر رہا ہے۔ شرم!! حسینؑ کے گھوڑے نے جو کام کیا باوجود حیوان ہونے کے خدا کی قسم تم باوجود انسان ہونے کے نہیں کر سکتے اور ان کا گھوڑا تم لوگوں سے زیادہ خلص و فدا تھا۔ کروڑوں روپے سالانہ خرچ کرنے والو! خدا کے واسطے سوچو کہ کیا کر رہے ہو۔ اب ذرا ساداتِ عظام کا حال دیکھو۔ دنیا میں آج جس طرف دیکھو یہ آواز سنائی دیتی ہے۔ کہ ہر نئی شرارت و نئی بدعت کے سرپرست ہیں تو سید۔ اگر کہیں کلمہ میں زیادتی کا اعلان ہوگا تو سید صاحبان نظر آئیں گے۔ کہ فقیر اولیا بن کر اپنے نام کو کلمہ میں داخل کر دیں گے۔ کہیں ایسے سید نظر آئیں گے کہ آل محمدؐ کو خدا بنا کر غریب جاہل مسلمانوں کو گمراہ کریں گے۔ ایک صاحب ہیں کہ رام پور (گوجرانوالہ) میں ہر امام کو خدا بنا رہے ہیں۔ اور مریدوں کو خوب لوٹ رہے ہیں۔ ذاتی طور پر ان حضرات کو جانتا ہوں۔ کہ فی الواقعہ شیطانِ عقائد کی اشاعت ہو رہی ہے۔ ایک صاحب ہونگے کہ طہارت کے دشمن، نماز روزہ کے منکر اور سوائے گالیاں دینے کے جس کو یہ جہلاء تبرّا کہتے ہیں۔ کوئی

کام نہ ہوگا۔ اور مریدوں کو اپنے نام کا کلمہ پڑھائینگے کوئی صاحب دو نمازوں کے احکام جاری کر رہے ہیں تو کوئی صاحب بھنگ چرس شراب کو حلال فرما رہے ہیں۔ بچارے غریب جاہل زمیندار مسلمان کیا کریں۔ اگر وہ جاہل قادیان کے مریدوں میں بعض سید موجود ہیں تو ہر بدعت و گمراہی کے ٹھیکیدار بھی ہیں غضب تو یہ ہے کہ بچارے بھولے بھالے سنی حضرات کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور آج میں اس ۲۲۰ کو بالکل بے نقاب کرنا چاہتا ہوں۔ سنی حضرات نوٹ کر لیں۔ کہ بعض بھوکے اخلاقی کوڑے سید صرف پیٹ کی خاطر سنیت کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اور میں ایسے حضرات کو خوب جانتا ہوں۔ ان سے ملاقات کر چکا ہوں۔ یہ اس قدر دھوکہ باز مکار فریبی ہوتے ہیں کہ سنی مریدوں میں سنی اور شیعہ برادری میں شیعہ باہر جا کر بعض علاقوں میں سنی اور گھر پر آ کر پھر وہی شیعہ۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تقیہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ بے ایمانی منافقت کا مظاہر کر رہے ہیں۔ بعض فراتے ہیں۔ کہ کیا ہوا جب ان جہلازمینداروں سے گندم گھی و شیرینی جمع کر لی گئی۔ اور دل میں شیعہ بنے رہے ایسے حضرات کے متعلق ہی قرآن مجید نے کھول کر منافق کے نشان بتائے ہیں۔ سنی یاد رکھیں کہ جب کوئی سید شیعہ سنی کا اعلان کرے یا کسی پیر گدی نشین کا مرید بنے یا سالانہ عرس کا اشتہار دے کر خود کو پیر و ستیکہ کا غلام ہونے کا مدعی ہو۔ تو یہ سوچ لو۔ کہ اس کی سابقہ زندگی کیسی تھی۔ کیا تمام عمر ۲۲۰ کا مجسمہ تو نہیں رہا۔ کیا مالی حالت اس کی برباد تو نہیں ہو چکی۔ کیا کسی بینک یا ساہوکار کا مقروض تو نہیں۔ اور کیا اس کی برادری کسی اکثریت شیعہ تو نہیں جس کے ساتھ اس کے تعلقات ازدواجی و خوشی و موت

باقاعدہ ہیں تو پھر ایسا شخص سنی کیا ہوگا بلکہ مذہبی پور اور ڈاکو۔ ایک صاحب ضلع سرگودھا کے مشہور رہیں جو تناسخ کی طرح کئی دفعہ شیعہ بنے۔ اور کئی دفعہ سنی۔ دونوں کو خوب اٹو بنایا۔

ایسے حضرات کا ایمان تو پیسہ ہے اور بس۔

ان کے وعظ ان کے بلے لیے وارٹھے (ریش دراز) ان کے محراب اور تہج پر نہ بھولنا۔ خدا را سو چنا کہ میں شیطان کو گھر میں دعوت دے کر اپنے کھیل کو تو نہیں بگاڑ رہے۔ آج اس زمانہ میں جو صاحب کہیں کہ تقیہ کے ذریعہ وہ سنی حضرات کو لٹنا چاہتا ہے۔ یا اٹو بنانا تو میرے نزدیک شیخ شخص پکا منافق اور عبد اللہ بن ابی کا مرید خالص ہے۔ شیعہ حضرات اگر اس کی تائید کریں تو ایسے حضرات شیعیاں یزید ہوں گے اور سنی جوان کو گندم کی بوریاں و گھی اور روپیہ سالانہ عرس وغیرہ کے لئے دیں تو بد بخت و باغی ہوں گے۔ جو منافقین کو پناہ دیتے ہیں کہ اسلام میں ۲۲۰ کے مجرم اپنی شہادت میں اضافہ کریں۔ دس دن محرم کے شیعہ اور باقی ایام سال کے سنی مریدوں میں سنی خدا ایسے سیدوں سے اس بچاری امت محمدی کو بچائے۔ (آمین)

بتائیے اب کمینہ کا لفظ کن کے لئے ہوگا۔ غیر سید تو اپنے ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ حلال کی روزی تلاش کرتے ہیں۔ فوجی وغیرہ فوجی ملازمت سے اپنا نامہ دمان بناتے ہیں یا تجارت کر کے عزت کی زندگی بسر کرنے ہیں۔ اور ایسے ننگ انسانیت سید برا منحوس کو تقیہ کہتے ہیں۔ یا مردہ کے گوشت کھا کر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ جہلاء اور مردہ میں کیا فرق۔ ہمت ہے حوصلہ ہے تو کسب حلال کرو نہ کہ دار سے بنا کر۔ مرید بنا کر یا گدی بنا کر

شیعہ ہوتے ہوئے سنی کہلا کر دنیا میں مکرو فریب کی زندگی بسر کرو۔ اگر شیعہ ہو تو مریدوں کو صاف کہہ دو کہ شیعہ ہو اگر سنی ہو تو ۱۵ دن محرم میں بھی سنی طریقہ پر عمل کرو اور پھر دیکھیں گے۔ کہ تمہاری عیاشی سے سامان کہاں سے آتے ہیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مفت کے ٹکڑے کھانے والے سید و ہوش کرو۔ تمہاری نالائقی بے کاری اور اس پیری مریدی کے سلسلہ نے تم کو پیسہ کے لئے کس قدر ذلیل خیر کش بنا دیا۔ بازو کتے کے شیدا بنو! کیا تمہارے آباء اجداد بھی لغو بوالہ ۴۲ تھے۔ میں تو ہرگز ایسے حضرات کو انسان بھی نہیں سمجھتا جو دنیا کی خاطر سنی شیعہ جہلاء کو اٹو بنا رہا ہو۔ مذہب کا اعلان کرو۔ اور پھر کسب حلال کی کوشش کرو۔ کہ عزت کی زندگی بسر کر سکو میں نے خود سنا ہے کہ بڑے بڑے نواب اور رؤسا عظام وغیرہ سید مسلمان تجارت کو گداگر کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ اور افسوس کرتے ہیں۔ کہ ان کو غیر سیدوں کے پاس جا کر بھیک مانگتے کیوں شرم نہیں آتی۔ بلکہ بعض رؤسا نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہم لوگ توجب شکاری کتوں پر ہزاروں روپے سالانہ خرچ کرتے ہیں۔ تو اسہلی کو نسل کے ووٹوں کی خاطر کسی پیر گدی نشین سید وغیرہ کو نذرانہ دیتے کیا تکلیف ہے۔ ہم کو ان لوگوں سے قطعاً کوئی روحانی عقیدت نہیں ہوتی۔ صرف عوام کی عقیدت کے ڈر سے خدمت کرتے ہیں۔ تاکہ ان عوام کے کل ووٹ حاصل کر سکیں۔ ایک غلط فہمی یہ بھی دور کردوں کہ پیری مریدی کو میں ذریعہ معاش بنانے کے خلاف ہوں۔ ورنہ مادیت کے زمانہ میں روحانی فیوض کا جاری رکھنا ضروری ہے۔ بشرطیکہ

(۵) حضرت پیر عبدالقادر گیلانی کو قابل عزت جانتا ہوں اور حسنی سید اور ان کے حق میں بظنی رکھنا خوفناک غلطی ہے۔ اور گیلانی سادات کو اپنے لئے قوت بازو سمجھتا ہوں۔

(۶) امام آخر الزمان پر ایمان ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر ایمان اور مہدی اور مسیحؑ دو علیحدہ شخصیتیں ہوں گی۔

(۷) ہندو سکھ حضرات کو ہرگز اہل کتاب نہیں سمجھتا جیسا کہ ابوالکلام آزاد وغیرہم کہتے ہیں کیونکہ تناسخ۔ مردہ کا جلا نا اور سود و سود کا حلال ہونا ان کے نزدیک مسلماتِ مذہبی سے ہے خواہ سکھ ہوں یا ہندو۔

(۸) سنی حضرات کو قابل عزت سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ علمائے اہل سنت والجماعت کے کلام کو میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے۔ اور سنی شیعہ سوال میرے نزدیک وقت کی نزاکت کے سامنے اب قابل فراموش ہے۔

(۹) محرم الحرام میں حسینؑ کی یاد کا کو شرعی رنگ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور حسینی مرثیہ سے ہر ایک کو مہمردی ہو اور کر بلا کا سبق علیؑ رنگ میں مسلمان اختیار کو یاد کرا سکیں۔

(۱۰) مسلمانوں کے لئے نماز روزہ حج، زکوٰۃ وغیرہ امور کی طرح اقتصادی ترقی کو بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اور حقوق العباد کو سامنے رکھنا ہی نجات کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ نہ کہ صرف ظاہری نماز روزہ وغیرہ شرعی امور۔

(۱۱) طبقہ علماء کو اسلامی دنیا کے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن مجید و شرعی امور کا سد لہ

عامل کامل نیک انسان ہو۔ اب میں چند ایک امور اہل سنت حضرات سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ آخری مضمون بغیر اس کے مکمل نہیں ہو سکتا۔ قبل استفسارات میں اپنا عقیدہ لکھ دیتا ہوں کہ مخالف حاسد میرے خلاف گمراہ کن پراپیگنڈا نہ کر سکیں۔

(۱۲) میں توحید باری تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور ختم نبوت کو ایک مسلمان کا ضروری عقیدہ سمجھتا ہوں۔ ختم نبوت یہ کہ بروزی ظلی کسی قسم کا نبی بعد محمد احمد مصطفیٰ ام نہیں آ سکتا۔ نبوت ہر رنگ میں ختم ہو گئی۔ اور دعوے نبوت کرنے والا میرے نزدیک کافر گمراہ و کمال ہے۔

(۱۳) امامت پر ایمان ہے۔ امام منصوص من اللہ مانتا ہوں۔ اور قیامت برحق۔ حشر نشر برحق۔ سوالات منکر نکیر وغیرہم امور کو برحق سمجھتا ہوں۔ مرے ہوئے انسان کے لئے ایصالِ ثواب وغیرہ امور کو تسلیم کرتا ہوں۔

(۱۴) میں موجودہ قرآن مجید کو ہی کامل کتاب سمجھتا ہوں جس میں کمی بیشی کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسا عقیدہ گمراہی ہے۔ اور اس قرآن مجید کو معجزہ محمدؐ سمجھتا ہوں کہ آج بھی روحانی فیوض حاصل اس قرآن مجید سے کئے جاسکتے ہیں۔ سنی شیعہ مناظروں میں اس مسئلہ کو موضوع بنانا میرے نزدیک مسلمانوں کی خوفناک غلطی ہے۔ کہ غیر مسلم کے ہاتھ میں ہتھیار دے کر خود کو تباہ کرنا ہے۔

(۱۵) حضراتِ ثلاثہ (ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ) کو مسلمان جانتا ہوں اور ان کو گالیاں دینا اچھا فعل نہیں ہے۔ بلکہ دن بدن مستقبل اسلام کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔

نہ ہو سکے۔ اور میری تحقیق کا جواب باصواب نہ مل سکے۔ میں ۲۲۰ کے خلاف ہوں۔ تو خود کیوں مجرم بنوں۔ میں صاف کہہ دیتا ہوں کہ بڑے بڑے علمائے اہل سنت والجماعت سے رجوع کیا۔ لیکن تشقی نہ ہو سکی۔ اور دفع الوقتی سے ان حضرات نے کام لیا۔ آخر اپنے شہر کے ایک مشہور مذہبی متعصب شخصیت سے بھی تحریری تبادلہ خیالات کیا کہ شاید وہ کچھ روشنی ڈال سکے۔ لیکن چند ماہ کے بعد تحریری فیصلہ حاصل ہوا۔ کہ سوائے عامیانہ مناظرہ کے یہ صاحب بھی جاہل تھے اور مذہبی وفادی ہی تھے اور سنجیدہ موضوع پر کلام کرنا ان کی علمی قابلیت ہی نہیں تھی۔ صرف عامیانہ مناظرانہ لٹریچر جانتے تھے۔ چونکہ اس رسالہ کے ناظرین میں کئی پڑھے لکھے حضرات بھی ہوں گے۔ اس لئے وہی صاحبان میری تشقی کا باعث بن جائیں۔ کہ میں آخری فیصلہ دے سکوں۔

## استفسارات

(۱) قرآن مجید میں اصحاب رسولؐ کے لئے صاف موجود ہے کہ وہ آپس میں رحمدل اور کافروں پر سخت

تہ معلوم نہیں وہ بڑے بڑے علمائے اہل سنت کون ہیں آپ نے آج تک حضرت امیر حزب الانصار سے بھی تبادلہ خیالات کی زحمت گوارا نہیں کی۔

(مدیر شمس الاسلام)

تہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ آج تک جاہلوں سے گفتگو فرماتے رہے ہیں اور بھیرہ کے کسی جاہل سنی سے مکالمہ ہوتا رہا ہے۔ اس میں علمائے اہل سنت کا کون سا قصور ہے۔ (مدیر شمس الاسلام)

جاری رہے۔ اور سوشلسٹ یا آزاد خیال لکھے پڑھے مسلمانوں کی طرح علماء کی مخالفت میرے نکتہ نگاہ سے اسلام دشمنی ہے۔ ہاں علمائے سوء کے خلاف جو چاہو کہو یا لکھو۔

امید ہے۔ کہ ان امور کے بعد اب ناظرین میرے سلسلہ مضامین کو سمجھ لیں گے۔ اور میرے استفسارات کو حقیقی رنگ میں دیکھ کر جواب باصواب سے مشکور کریں گے۔ میں عرصہ سے اس کوشش میں ہوں کہ سنی شیعہ اختلافات کا حل تلاش کروں۔ اور خصوصاً مجھے حضرت عمرؓ کی شخصیت کے متعلق حسن ظن پیدا کرنے کی بہت ہی جستجو ہے۔ کیونکہ یہ تاریخی شخصیت اس قابل نہیں کہ ہر کردار و مہم بغیر تحقیق فیصلہ دیدے میں اب تک باوجود سنی کتب کے مطالعہ اور شیعہ کتب مناظرہ کے یہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کہ حضرت عمرؓ کو کیا سمجھوں۔ کیونکہ چند امور حسن ظن میں مانع ہو رہے ہیں۔ میں اپنا مضمون مدح صحابہ و تبرکات مکمل نہیں کر سکتا جب تک میرے خیالات میں انقلاب پیدا

لے اللہ اللہ جس مقدس ہستی کو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ مراد الناس۔ مثابۃ للمسلمین۔ اور مسلمانوں کا واحد مزبح قرار دیں (نہج البلاغہ ص ۲۷ جلد اول) جس کے دین کو اللہ کا دین اور جس کے لشکر کو اللہ کا لشکر۔ اور جس کی خلافت کو اللہ کی موعود قرار دیں۔ اسے اصل العرب قطب اسلام کہیں (نہج البلاغہ جلد اول ص ۲۸ مطبوعہ مصر) افسوس ہے۔ کہ ابھی تک ایسی محترم شخصیت کے متعلق آپ سوائے ظنی کے مرض میں مبتلا ہیں۔؟

(مدیر شمس الاسلام)

مل سکتی ہیں۔ آخر یہ آیت کن کے حق میں ہے اور حضرات ثلاثہ  
دعویٰ کی پارٹی کے اختلافات اور مظاہرہ و خطبات و اعلانات کی کیا تاویل  
یہ افتراء ہے۔

۱۴۵ آپ کے قتل میں اصحاب الشجرہ میں سے کسی کا  
ہاتھ نہ تھا۔ وہ لوگ سازشوں اور جھگڑوں سے بری تھے  
۱۴۶ اصحاب الشجرہ میں سے فقط دو جلیل القدر  
بزرگ سیدنا زبیر و سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہما لشکر بصرہ میں  
شامل تھے۔ مگر جنگ کے شروع ہونے سے پہلے یا آغاز  
ہی میں ہر دو نے علی کی اختیار کی۔ چنانچہ سیدنا زبیر  
تو ایک نخلستان میں نماز پڑھتے ہوئے شہید ہوئے  
اور سیدنا طلحہ کو مروان نے شہید کیا۔ (تاریخ  
ابن خلدون و طبری)

۱۴۷ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے معاونین  
میں سے جنگ صفین میں کوئی صحابی ایسا نہ تھا۔ جو  
اصحاب الشجرہ میں سے ہو لہذا یہ لوگ اگر آیت کے  
مصدق نہ ہوں تو قرآن کے بیان کی تکذیب نہیں  
ہو سکتی۔

۱۴۸ نہروان کی جنگ میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ  
کے معاونین میں کوئی بھی صحابی نہ تھا۔ سب خارجی  
و مرتد تھے۔

۱۴۹ اشدھم فی اموالہ عمر۔ کی حدیث  
کے روئے اللہ کے حدود کے اجراء قصاص یا اللہ کے  
احکام کی تعمیل میں صحابہ کرام ضرور سختی کرتے تھے۔ اور  
یہ سختی رحما بینہم کے مطابق ہی تھی۔

۱۵۰ ایسے خطبات و اعلانات قرآن کی روشنی میں غور کیا  
جائے۔ ہماری تاریخ کو متعصب راویوں اور سیاسی  
پارٹی بازوں نے بگاڑ دیا ہے۔ جو روایت قرآن  
و عقل سلیم کے مطابق ہو مہی قبول کی جائے۔  
(مدیر شمس الاسلام)

تھے۔ و کیو پ الفتح آخری حصہ محمد رسول اللہ  
و الذین معہ اشدھم و علی الکفار رحما بینہم

لیکن واقعات سقیفہ۔ فدک۔ قصہ احرار باب  
فاطمہؓ۔ قتل عثمانؓ۔ واقعات جل۔ صفین۔  
نہروان اور اس قسم کے امور میں جو دو فریق تھے  
ان میں صرف ایک حق پر ہو سکتا کیونکہ اصحاب تو  
صرف کافروں پر سختی کر سکتے ہیں۔ میں تفصیل میں  
نہیں جانا چاہتا۔ کتب تواریخ احادیث و تفاسیر میں تفصیلاً

۱۵۱ اس آیت میں بیت الرضوان میں شامل ہونے  
والوں کی تریف کی گئی ہے۔ جیسا کہ سیاق و سباق  
قرآن سے ظاہر ہے۔ ایسے اصحاب کی تعداد چودہ سو  
ہے۔ انہیں اصحاب الشجرہ بھی کہا جاتا ہے۔

۱۵۲ سقیفہ میں کوئی امر ایسا نہیں ہوا جو حواء بنہم  
کے منافی ہو۔ اختلاف رائے مذموم نہیں۔ بحث  
و مباحثہ اور کسی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے باہمی مکالمہ  
و اختلاف حقیقی بھائیوں اور باپ بیٹے میں بھی ہو سکتا  
ہے۔ لہذا یہ محبت و رحمت کے منافی نہیں۔ سقیفہ  
میں جو کچھ ہوا وہ فوری اور وقتی طور پر اچانک ہوا  
اور امت کے حق میں رحمت ثابت ہوا۔

۱۵۳ فدک کے بارے میں صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول علیہ السلام کی حدیث  
پر عمل کیا۔ اور اس پر اگر کسی محترم ہستی کو ہتھ قاضے  
بشریت کچھ ناراضگی ہوئی۔ تو سیدنا ابوبکر صدیق  
رضی اللہ عنہ ان کے دروازہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ اور  
جب تک ان کی رضا حاصل نہ کی واپس نہ ہوئے۔  
(تاریخ الخلیفہ و بقیہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ  
کا یہ عمل رحما بینہم کا نتیجہ تھا۔ کہ راضی کئے بغیر چین  
نہ آیا۔

۱۵۴ یہ امر کسی صحیح و مستند روایت سے ثابت نہیں



کریں۔ انصاف شرط ہے۔

(۲) قرآن مجید کی جمع و ترتیب میں علی کرم اللہ وجہہ کو کیوں شامل نہ کیا گیا۔ جب کہ بقول تمہارے حضرات ثلاثہ اور ان میں کوئی رنجش و اختلاف نہ تھا۔ تاکہ آئندہ شیعہ پارٹی کو اعتراضات کا موقع نہ ملتا اور جب سیاسی امور میں ان سے مشورہ بھی لیا جاتا تھا۔ اور ان کی علمی قابلیت و تعلقات ثبوت بھی معلوم تھے۔ علمی جواب چاہئے۔

رسول حضرات ثلاثہ علیؑ کی زندگی میں فوت ہوئے تو علیؑ نے کیوں شمولیت جنازہؑ کی چ جائیکہ خود تجہیز و تکفین میں سرگرم دکھائی دیتے۔ جیسا دوست احباب کا طریقہ ہوتا ہے۔

مہربانی فرما کر جن کتب کا حوالہ دیں مطبع سنہ اشاعت اور مصنف کے حالات مستند بھی لکھیں۔ اور اس کتاب کے ملنے کا پتہ بھی یا ایسی لائبریری (کتب خانہ) جہاں اصل مضمون دیکھ کر تشفی ہو سکے۔ تحقیق کا یہی طریقہ ہے۔ مناظرہ اور بات ہے۔

۱۱۔ اس مبارک کتاب کی جمع کا کام انسانی طاقت کے اہتمام میں نہیں دیا گیا۔ بلکہ خود خداوند عالم نے اس کی جمع کا وعدہ فرمایا

ان علینا جمعہ (الآیہ) لہذا خداوند کریم جس سے یہ کام لینا چاہا لیا۔ اس میں انسان کے تصرف کا دخل نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس مجلس صحابہ میں شریک تھے جن کے ذمہ جمع قرآن کا کام لگایا گیا تھا۔ ابوداؤد شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد موجود ہے۔ کہ واللہ ما فعل الذی فی المصاحف الا عن ملأء منا (یعنی اللہ کی قسم عثمانؓ نے جو کچھ مصاحف کے بارہ میں کیا وہ ہماری جماعت کے مشورہ

پس جب ان باتوں کی تشفی کرا دی گئی تو میں نہ صرف مشکور ہوں گا۔ بلکہ یہ سمجھ لوں گا کہ دنیا کا سب سے بڑا اسلامی معہ حل ہو گیا۔ جہاں میرا عقل و ضمیر نہایت صفائی سے اسلامی عقیدوں کا حل پیش کر دے گا۔ امید ہے کہ کوئی صاحب جو متعصب ہوں گے یا گالیوں اور دل شکن باتوں سے خوش ہوتے ہوئے جواب کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں گے کہ میں ایسے کلام کو دیکھ کر قطعاً فیصلہ نہیں کروں گا۔ مجھے غلو و شدت و تلخی و تعصب ضد ہمد و بغض سے قلبی نفرت ہے۔ میں صرف سنجیدگی کا شیدائی ہوں کہ تحریر حقیقہ عالمانہ ہو نہ کہ عامیانہ

یار زندہ صحبت باقی

سے کیا)

۱۲۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ فرض عین نہیں لہذا کسی کے جنازہ میں عدم شمولیت محل اعتراض نہیں۔ مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہر معاملہ میں شریک رہنا کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے جنازہ پر روئے ہوئے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے جو درد انگیز کلمات فرمائے اور جن الفاظ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی وہ مورخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی کی تاریخ اسلام جلد اول باب سوم صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا آپ نے نہ صرف جنازہ پڑھا بلکہ اپنے ہاتھ سے انہیں قبر میں اتارا (تاریخ اسلام حصہ اول صفحہ ۳۸۷۔ تاریخ ابن خلدون مترجم جلد ۴ صفحہ ۱۳۔ تاریخ طبری فارسی جلد چہارم صفحہ ۱۵) (باقی دیکھو صفحہ ۱۲ کے نیچے)

# تبلیغی کتابیں

**کشف التلبیس** - مصنف مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوبند یہ کتاب شیعوں کے مشہور

رسالہ نور ایمان کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہا سنی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ رؤسا کی طرف سے سنیوں میں نفرت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مہذب پیرایہ میں تبلیغ رد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۲ حصہ دوم ۶ حصہ سوم ۲۲ مکمل طلب کرنے پر ۱۲ - محصول اک علاوہ

**برق آسمانی** - جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اسکے سوانح و عقائد عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ ازین غلیفہ نور الدین و مرزا محمود کے سوانح ہیں اور انکے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے رعایتی قیمت ۲۲

**صور اہل** - جو اگست ۱۳۰۴ء میں شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکا ہے اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے حق میں کہیں سخت الفاظ استعمال نہیں کئے گئے مختلف ذرائع گونا گوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جہاں مسئلہ مدح صحابہ و تبرائے قرآن مجید احادیث نبوی کریم احوال ائمہ سادات صوفیائے کرام کے ارشادات اور عقلی و نقلی براہین سے

مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جرائد اور اکابر ملک کے افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سینزدہ صدی اسلامی تاریخ میں سے تبرا بازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں حجم ۱۳۲ صفحہ قیمت ۲۲ - محصول اک

**تاریخہ نقشبندیہ** - مولفہ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب کبھروی اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے قیمت صرف ۲۲ علاوہ محصول اک اس رسالہ میں صدہا علمائے اسلام کے اجتہاد الحنفیہ - فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل و افح و براہین قاطعہ سے فرقہ روافض و مرزائیت کا ارتداد اور رافضی و میرٹائی سے سنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۲۲

**تحفہ میرزا** - یعنی جریدہ شمس الاسلام کے دسمبر ۱۳۰۳ء کا اپشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں عہدہ میما میں قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں قیمت ۲۲

**تحقیق شریعہ** - مولفہ قطبی شاہ صاحب مذہب سید کے مبرتر رازد کا اشعار فی سینکرہ پانچو پے فی نسخہ اور عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن ہدایا قرآن کا مبلغ رد تیز اسی رسالہ کے ذریعہ مرزائیوں کے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے فی نسخہ ۱۲

**کتاب تحقیق المرام فی منع القراءۃ خلف الامام**

تصنیف لطیف حضرت مولانا مفتی غلام رسول صاحب قاسمی التھری رحمۃ اللہ علیہ اس میں مصنف مرحوم نے حقیقی مذہب کی تائید کرتے ہوئے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے پر قوی دلائل پیش کئے ہیں - قیمت ۴

منے کا تہ - مدینہ جریدہ شمس الاسلام بمبیرہ (پنجاب)



فتاویٰ کا مجموعہ قیمت فی نسخہ - رنی سینکڑہ صرف دو روپے -  
محصول بندہ خریدار -

**خاکساری قتلہ** خاکساری لعنت کے خلاف یہ پہلی کتاب ہے جس نے ہندوستان کے

علماء کرام کو بیدار کیا۔ جسکو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی ملحد کی دستبرد سے محفوظ ہوا۔ اور جسکو دیکھ کر خاکساروں کی تعداد کثیر نے خاکساریت سے توبہ کر لی۔ اس کتاب کی مقبولیت عامہ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ

تین سال کے عرصہ میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر ہفتوں ہفتہ نکل گئی یہ پانچواں ایڈیشن ہے جس کے ۹۲ صفحات ہیں از مولانا پیر زادہ محمد بہاؤ الحق صاحب قاسمی قیمت فی نسخہ ۳۰

**کشف الغطاء** شیعوں نے ایک رسالہ شائع کیا تھا۔ جس میں بزرگ خود سو آیات قرآنیہ سے

ارسال بدین فی الصلوٰۃ پر استدلال کیا ہے مولانا سید غلام شاہ صاحب پرہاروی نے کشف الغطاء کے نام سے اس کا

نہایت عمدہ رد تالیف فرمایا ہے جس میں قرآن وحدیث اور کتب مذہب شیعہ سے ائمہ باندہ کر نماز پڑھنے کا ثبوت

شیعوں کے پیش کردہ دلائل کا جواب دیا ہے اسکے علاوہ شیعوں کے دوسرے مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے فی نسخہ ۲۰

**المشرقی علی المشرقی** مشرقی عقائد اور اس کی تحریک کے خلاف افغانستان - سرحد

آزاد اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل قلم حضرات کے تبصروں، بیانات اور فتاویٰ

مقتدر مجالس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مصری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل دید مجموعہ - قیمت

فی نسخہ ۳۰

از تصنیف پیر زادہ مولانا محمد بہاؤ الحق

**رسالہ خیر جاری در رد مذہب خاکساری** صاحب قاسمی التمری قیمت ۱۰

**منظوم قوم** تصنیف مولوی محمد بخش صاحب مسلم بی اے - اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر ہندوں کے مظالم اور اسلامی مساوات و اسلامی تعلیمات کو موثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی ہے قیمت ۵۰

**اسلامی جہاد** راولپنڈی میں فوج محمدی کے عظیم الشان کیمپ منعقدہ ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ دسمبر ۱۳۳۷ میں انصار

سپاہیوں سے آئہ کبر الصوت پر خطاب جس میں اسلامی جہاد کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے اور

عہد حاضر کی بعض ملحدانہ عسکری تنظیموں پر بے لاگ تبصرہ کیا گیا ہے از مولانا ظہور احمد صاحب بگوتی مجلس مرکزیہ

حزب الانصار بھیرہ قیمت -

**خاکساری مذہب** متعلق میاؤ والی کی اسلامی جماعتوں کے نمائندہ اجتماع کے موقع پر مقام

میاؤ والی علماء کرام کی طرف سے خاکساری مذہب پر حقیقت افروز تبصرہ جو بصورت ٹریک شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا

از مولانا ظہور احمد صاحب بگوتی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ قیمت -

**مشرقی قتلہ** ملحد پنجاب عنایت اللہ مشرقی کے کفر پر خیالات پر لا جواب تنقید از قلم جناب سید

ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ ۲۰

فی سینکڑہ صرف دو روپے علاوہ محصول ڈاک

**ضرب کاری مذہب خاکساری** ملحد پنجاب عنایت اللہ اور اس کی تحریک خاکساری کے متعلق علماء مصر و بیت المقدس و ترکی و مکہ معظمہ کے حق شناسی مالکی اور حنبلی علماء کرام کے

ملنے کا پتہ :  
میتجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)